نومبر
2022ء

حِكۡمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغۡنِ النُّذُرُ ۝۵ (القرآن:54)

ماهنامه

حکمت بالغہ

جھنگ

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علومِ قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 16 | وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ (القران) | ربیع الثانی :1444ھ

شمارہ : 11 | اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ۲۷ سورۃ القمر) | نومبر :2022ء

ISSN : 2305-6231

ماھنامہ

حکمت بالغہ

جھنگ

بانی مدیر : انجینئر مختار فاروقیؒ

مدیر مسئول : انجینئر عبد اللہ اسماعیل

مشاورت: ڈاکٹر طالب حسین سیال ● حاجی محمد منظور انور ● پروفیسر خلیل الرحمٰن ● عبداللہ ابراہیم

مدیر معاون و نگران طباعت: مفتی عطاء الرحمٰن

انتظامی امور: ملک نذر حسین

قانونی مشاورت: محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ، چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

سالانہ زرِ تعاون: اندرونِ ملک 600 روپے | معمول کا شمارہ: 60 روپے

اہلِ ثروت حضرات سے خصوصی زرِ تعاون پچیس ہزار روپے یکمشت

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

پاکستان پوسٹ کوڈ 35200

047-7630861-0336-6778561

Web site:
www.hamditabligh.net

Email:
hikmatbaalgha1@yahoo.com

انجینئر مختار فاروقی

طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَ هَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	1		3
بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات	2		5
حرفِ آرزو	3	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح	4	انجینئر مختار فاروقیؒ	9
دورِ فتن کی علامات (2)	5	محمد نعمان اصغر	24
امر بالمعروف و نہی عن المنکر	6	محمد رشید عمر	35
تربیت اولاد کے اسلامی اصول (12)	7	حافظ خالد حیات محمود	43
ٹرانس جینڈر پروٹیکشن ایکٹ	8	مولانا محمد انور چیمہ	50
انصاف کا ڈرامہ اور قانون اور انصاف کا جنازہ	9	محمد منظور انور	54
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفٰے ﷺ است	10	عبداللہ ابراہیم	61

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا (ادارہ)

اردو ترجمہ : فتح محمد خان جالندھری

انگریزی ترجمہ : ڈاکٹر عبدالسمیع حفظہ اللہ

قرآن مجید

کے ساتھ

چند لمحات

(02)	اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ	آیات
سورۃ البقرۃ	بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ	**217-215**

يَسۡـَٔلُوۡنَكَ مَاذَا يُنۡفِقُوۡنَ

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کس طرح کا مال خرچ کریں

They ask you what they should spend (in charity)

قُلۡ مَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ

کہہ دو کہ (جو چاہو خرچ کرو لیکن) جو مال خرچ کرنا چاہو وہ

Whatever you spend from property

فَلِلۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ

(درجہ بدرجہ اہلِ استحقاق یعنی) ماں باپ کو اور قریب کے رشتہ داروں کو

اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو (سب کو دو)

Give it to the parents and the relatives
and the orphans and the helpless and the travelers

وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ﴿۲۱۵﴾

اور جو بھلائی تم کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے

and whatever charity you do
Indeed Allah is in knowledge of that.

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ

(مسلمانو) تم پر (اللہ کے رستے میں) لڑنا فرض کر دیا گیا ہے وہ تمہیں ناگوار تو ہوگا

Fighting is made obligatory for you,
Though it is disliked by you

وَ عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو

and it is quite possible that you dislike something,
but it is better for you.

وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ

اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لیے مضر ہو

Similarly you may like something while it is bad for you.

وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾

اور (ان باتوں کو) اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

and Allah knows whereas you don’t

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ

لوگ آپ سے عزت والے مہینوں میں لڑائی کرنے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں

They ask you concerning fighting during the sacred month

قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ

کہہ دو کہ ان میں لڑنا بڑا (گناہ) ہے

Tell (them) fighting during it, is an offence

وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس سے کفر کرنا اور مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ میں جانے) سے (بند کرنا)

But preventing the people from following Allah’s path and denying Him,
More over (preventing the people) from (entering) the Holy Mosque

وَ اِخۡرَاجُ اَهۡلِهٖ مِنۡهُ اَكۡبَرُ عِنۡدَ اللّٰهِ

اور اہلِ مسجد کو اس میں سے نکال دینا (جو یہ کفار کرتے ہیں)

اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ (گناہ) ہے

and driving its inhabitants out
more grievous offences, in Allah’s sight

وَالۡفِتۡنَةُ اَكۡبَرُ مِنَ الۡقَتۡلِ

اور فتنہ انگیزی خون ریزی سے بھی بڑھ کر ہے

as persecution is worse than killing.

وَلَا يَزَالُوۡنَ يُقَاتِلُوۡنَكُمۡ حَتّٰى يَرُدُّوۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِكُمۡ اِنِ اسۡتَطَاعُوۡا

اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر مقدور رکھیں تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں

and they will continue fighting against you until they succeed
in reverting you back from your religion if they can

وَمَنۡ يَّرۡتَدِدۡ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِهٖ فَيَمُتۡ وَهُوَ كَافِرٌ

اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر (کر کافر ہو) جائے گا اور کافر ہی مرے گا

and those of you, who turn back,

from their religion, and die as disbelievers

فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ

تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہو جائیں گے

such are the ones, whose deeds will become worthless,
in this life, as well as, in the hereafter

وَاُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۱۷﴾

اور یہی لوگ دوزخ (میں جانے) والے ہیں جس میں ہمیشہ رہیں گے

and these are going to be: the inmates
of hell fire they will live therein forever

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم

بارگاہِ نبوی ﷺ میں خیرات

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ

أَيُّمَا رَجُلٍ كَسَبَ مَالًا مِنْ حَلَالٍ

جس کسی آدمی نے حلال طریقے سے مال کمایا

فَأَطْعَمَ نَفْسَهُ أَوْ كَسَاهَا فَمَنْ دُونَهُ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ

پھر خود کھایا اور پہنا پھر اپنے علاوہ اللہ کی مخلوق میں سے بھی کسی کو کھلایا پہنایا

فَإِنَّهُ لَهُ زَكَاةٌ

تو یہ اس کے لیے زکوٰۃ (صدقہ) ہے

وَأَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ عِنْدَهُ صَدَقَةٌ

اور جس کسی مسلمان آدمی کے پاس صدقہ کے لیے مال نہ ہو

فَلْيَقُلْ فِي دُعَائِهِ:

اسے چاہیے کہ اپنی دعا میں یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ

اے اللہ رحمت نازل فرما اپنے خاص بندے اور رسول حضرت محمد پر اور رحمت نازل فرما تمام مومن مردوں اور تمام مومن عورتوں اور تمام مسلمان مردوں اور تمام مسلمان عورتوں پر

فَإِنَّهَا لَهُ زَكَاةٌ

کیونکہ یہ اس کے لیے زکوٰۃ ہے (عن ابی سعید رضی اللہ عنہ)

الجَامِعُ الصَّغِیر فی احادیث البشیر والنذیر، للامام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ

ے زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

حرفِ آرزُو

انجینئر عبد اللہ اسماعیل

ع آہ کو چاہیے اِک عمر اثر ہونے تک!

شعر کا مندرجہ بالا مصرعہ زندگی کے کسی اور معاملے پر لاگو ہو یا نہ ہو، اقامتِ دین کے بارے میں حد درجہ صحیح ہے۔ یہ تو صرف آنحضورﷺ کی ذات بابرکات کا معجزہ سمجھئے کہ ایک ہی دوران زندگی (LIFE SPAN) میں آپﷺ نے نہ صرف دعوت کا آغاز فرمایا بلکہ لوگوں کو اکٹھا کر کے جماعت بنائی، ان کی تربیت کی اور ان کو ساتھ لے کر بالفعل باطل سے ٹکرا کر حق کو سرخرو کیا اور سرزمین عرب پر 21 برس کی مدت میں دین قائم ہوگیا۔

آنحضورﷺ سے پہلے کی معلوم تاریخ میں انسانی سطح پر یہ محنت ایک مرتبہ اور بھی ہوئی ہے جب بنی اسرائیل نے حضرت طالوت کی سربراہی میں جہاد کر کے دین نافذ کیا تھا مگر فرق یہ ہے کہ اس دعوت کا آغاز تو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مگر ان کی زندگی میں معاملہ بالفعل دین کے قیام تک نہ پہنچا۔ آپ کی رحلت کے 40 سال بعد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی قیادت میں جہاد ہوا اور بالفعل بڑی حکومت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی رحلت کے 300 سال بعد حضرت طالوت کی قیادت میں قائم ہوئی۔

دورِ حاضر میں اقامت دین کا معاملہ ایسا ہی ہے کہ کتنی ہی نسلیں اس کارِ خیر میں اپنا خون پسینہ شامل کر کے دنیا سے چلی گئیں لیکن عملاً اس روئے ارضی پر دین نافذ نہ ہوسکا۔

شاید اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بھی دین کے بالفعل قائم ہونے کو مسلمانوں کی خواہش فرمایا ہے (وَاُخرٰی تُحِبُّوْنَھَا) آخرت کی کامیابی کے لیے شرط قرار نہیں دیا۔ آخرت میں کامیابی کی شرط تو ایمان اور اقامت دین کے لیے جان و مال سے جہاد ہے۔ (سورۃ الصّف)

مسلمانوں میں آج بھی اُمت مسلمہ کے تیسرے عروج کے لیے محنت جاری ہے جس کی بشارتیں آنحضور ﷺ نے اپنی لسانِ حق ترجمان سے دی ہیں۔ اس جدوجہد کو جاری ہوئے بلا مبالغہ صدیاں گزر چکی ہیں جبکہ منزل ہنوز قریب آتی نظر نہیں آ رہی۔ ان حالات میں دین کی جدوجہد میں جان و مال کھپا دینے کے ساتھ ساتھ —— نا امیدی اور مایوسی کو اپنے قریب بھی نہ پھٹکنے دینا —— بھی نہایت اہم ہے۔ انسان ایک طویل عرصہ اس جدوجہد میں گزار کر آخری وقت میں ہمت ہار جائے، مایوس ہو کر بیٹھ جائے، یہ راستہ ہی ترک کر دے تو یہ بھی —— ناکامی —— ہی ہے۔

اقامت دین کی جدوجہد کے سفر میں زادِ راہ کے طور پر جہاں ایمان اور جہاد چاہئیں وہاں ثابت قدمی کی پونجی بھی ضروری ہے۔ حالات کا بدلنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ہماری آزمائش یہی ہے کہ ہم انجام سے لاتعلق ہو کر —— ٹھیٹھ اسلامی اصولوں پر —— اقامت دین کی اس جدوجہد کو جاری رکھیں۔ جلدی کی خواہش میں دائیں بائیں بھٹک نہ جائیں۔ اسی جدوجہد میں آخری سانس آئے تو یہی اصل کامیابی ہے۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا اَنْ نُّجَاھِدَ فِیْ سَبِیْلِكَ بِاَمْوَالِنَا وَ اَنْفُسِنَا

آمین یا رب العالمین

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

دورۂ ترجمۃ القرآن

قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح

مدرس : انجینئر مختار فاروقیؒ

سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ

آیات 164 تا 167

سورۂ بقرہ کے اس حصے میں چار قسم کے مضامین چار لڑیوں کی طرح چل رہے ہیں اور ان کے دوران میں کچھ خاص آیتیں ایسی بھی ہیں جو بہت اہمیّت کی حامل ہیں۔اسی سورت میں وہ آیت آئے گی جو ہر شخص کو یاد بھی ہوگی یعنی آیت الکرسی، ھِیَ سَیِّدَۃُ آیِ الْقُرْآنِ ۔وہ قرآن مجید کی تمام آیات کی سردار ہے۔اسی طرح کی اور آیتیں بھی اسی سورۃ میں ہیں جن میں سے ایک یہ آیت نمبر 164 بھی ہے جو اس وقت ہم پڑھ رہے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مظاہرِ قدرت (PHENOMENONS OF NATURE) کو بیان کیا ہے یہ آسمان اور زمین، چانداور ستارے، دریا اور پہاڑ، رات اور دن اور یہ بارش اور موسموں کا نظام ان سب کو اس آیت میں گِن دیا ہے اور ساتھ یہ فرمایا ہے کہ یہ چیزیں اللہ کی نشانیاں ہیں۔قرآن مجید میں اللہ کی تین قسم کی نشانیاں ذکر کی گئیں ہیں ایک آفاقی نشانیاں ہیں یہ جو کائنات ہے اس میں ہر چیز، ہر PHENOMENON یہ اللہ کی نشانی ہے، یہ سورج کا نکلنا، یہ موسموں کا بدلنا، یہ بارش کا ہونا، یہ مون سون کی ہواؤں کا چلنا یہ سب اللہ کی نشانیوں میں سے ہے اور دوسری قسم کی وہ نشانیاں ہیں جو انسان کے اندر ہیں، انسان کی تخلیق میں ہیں انسان کے باطن میں ہیں۔اور تیسری قسم کی نشانیاں یہ قرآن مجید کی آیات ہیں ان کو بھی آیات کہا جاتا ہے یہ بھی اللہ کی نشانیاں ہیں۔

یہاں اس آیت میں وہ نشانیاں ذکر کی گئیں ہے جو انسان کے وجود سے باہر کی نشانیاں ہیں، خارج میں نشانیاں ہیں، آفاقی نشانیاں ہیں۔ اور واقعتاً قرآن مجید میں جتنی نشانیاں اس ایک آیت میں جمع کر دی گئی ہیں اور کوئی آیت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ذرا توجہ کیجیے اور گنتے جایئے

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں

وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّهَارِ اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں

خلف سے اختلاف بنا ہے ایک دوسرے کے پیچھے آنا۔ رات اور دن کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا۔ رات کے پیچھے دن آ رہا ہے، دن کے پیچھے پھر رات آ رہی ہے تو یہ جو اختلاف چل رہا ہے، رات اور دن کا یہ سلسلہ چل رہا ہے یہ بھی اللہ کی نشانیاں ہیں۔ کس کو معلوم نہیں ہے کہ یہ زمین کی محوری گردش سے رات اور دن بنتے ہیں اور سورج کے گرد سالانہ گردش سے موسم بنتے ہیں اور انہیں موسموں سے فصلوں کا پکنا ہے، مون سون کی ہوائیں ہیں اور بارشوں کا نظام ہے جس پر انسان کی زندگی کا سارا دار و مدار قائم ہے تو یہ بظاہر تل کی اوٹ میں ایک پہاڑ ہے یہ ایک بظاہر رات اور دن کا اختلاف مختصر سے الفاظ ہیں لیکن یہ سارا نظامِ قدرت اس کے پیچھے موجود ہے۔

وَ الۡفُلۡكِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ اور کشتی جو چلتی ہے سمندر میں (دریا میں پانی کی سطح کے اوپر) لوگوں کے فائدے کی چیزیں لے کر

انسانوں کے کام کا سامان لے کر ایک بندرگاہ سے دوسری بندرگاہ تک آنے جانے کے لیے یہ کشتی چلتی ہے جو خاص اللہ کی نشانی ہے۔ سوئی پانی میں ڈالو تو ڈوب جاتی ہے لیکن بیس بیس ہزار ٹن سامان لے کر ایک سمندری جہاز آسانی سے جا رہا ہوتا ہے اس کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ تو یہ اللہ کی خاص نشانیوں میں سے ہے یعنی خاص اللہ نے اس کو بنایا ہے اس کا علم انسان کو عطا فرمایا ہے اور اس علم کو بروئے کار لا کر، UTILIZE کر کے انسان نے جہاز ایجاد کیے ہیں کہ ہزاروں ٹن سامان لے کر وہ مسلسل سفر کر رہے ہیں۔

وَمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ اور جو اللہ نے اتارا ہے آسمان (بلندی) سے پانی

سماء کے معنی بلندی بھی ہے اور آسمان کو بھی کہا جاتا ہے۔ اللہ نے آسمان سے یا بلندی سے پانی اتارا

فَاَحۡیَا بِہِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا   پھراس پانی سے اللہ تعالیٰ مردہ زمین میں زندگی پیدا کردیتا ہے

جب کافی عرصے تک بارش نہ ہو یا خاص طور پر بارانی علاقے جہاں بارشیں کم ہوتیں ہیں وہاں جب بارش کا موسم نہیں ہوتا تو چٹیل میدان پڑا ہوتا ہے کہیں دور دور تک کوئی گھاس پھوس نظر نہیں آتا لیکن جیسے ہی بارش ہوتی ہے اسی چٹیل میدان میں زندگی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں ہریالی پیدا ہو جاتی ہے اسی زمین میں سے بہت سارے حشرات الارض بھی نکل آتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس پانی کے ذریعے سے مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے۔

وَبَثَّ فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّۃٍ   اور اللہ نے زمین میں مختلف قسم کے جاندار پھیلا دیے ہیں

یہ جو ANIMAL LIFE ہے یہ اللہ نے زمین میں پھیلا دی ہے، مختلف قسم کے چوپائے ہیں۔ چھوٹے سے حشرات الارض سے لے کر بڑے بڑے MAMMALS، چوپائے، ہاتھی اور اس سے بھی بڑے جاندار اور حیوان، وہ سارے اللہ نے پھیلا دیے ہیں۔

وَّ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ   اور یہ ہواؤں کا چلنا

مون سون کی ہوا جو آسٹریلیا کے پاس سے گرمیوں میں چلتی ہے اور ہوتے ہوئے وہ سائبیریا اور روس تک چلی جاتی ہے۔ یہ ایک ہوا کا نظام ہے۔ جبکہ سردیوں میں ٹھنڈی ہوا سائبیریا سے آتی ہے وہ قندھاری ہوا ہو یا کوئٹہ ویو ہو یا سائبیرین ویو ہو، بہرحال یہ نظام ہے ہواؤں کا جو اللہ چلا رہا ہے۔

وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ   اور یہ جو بادل لٹکے ہوئے ہیں آسمان اور زمین کے درمیان میں

عام آدمی تو زمین سے دیکھ کر سمجھتا ہے کہ شاید بادل آسمان کے ساتھ چپکے ہوئے ہیں لیکن جب آدمی ہوائی سفر کرتا ہے اور کبھی ہوائی جہاز بادلوں سے اوپر چلا جاتا ہے تو انسان کو احساس ہوتا ہے کہ واقعتاً اللہ کی یہ کتنی بڑی ایک نشانی ہے کہ اتنی دبیز تہہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آسمان یا سورج اور زمین کے درمیان معلق کر دی ہے اور اسی کے ذریعے سے بارشوں کا نظام قائم کیا ہوا ہے۔

لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۶۴﴾   (ان سب چیزوں میں) یقیناً نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں

جو لوگ اپنی عقل کو استعمال کرتے ہیں INTELLECT کو استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو اور دو چار کرنے کی صلاحیت دی ہے۔ ایک نتیجہ نکالا، دوسرا نتیجہ نکالا پھر ان دو نتیجوں کو COORDINATE کرنے کی صلاحیت اللہ نے انسان کو دی ہے، جو لوگ اپنی یہ صلاحیت کام میں لاتے ہیں، کسی چیز کو دیکھتے ہیں اس سے نتیجہ اخذ کرتے ہیں DERIVATIVE LOGIC اور INDICATED LOGIC (جس پر ساری منطق کی بنیاد ہے) کو کام میں لاکر پھر اپنے خالق اور مالک اور ان مظاہر کے پیچھے جو عوامل کارفرما ہیں جو دست قدرت بھی اس کے پیچھے کارفرما ہے اس کو پہچانتے ہیں۔ جو اس کی کوشش کرتے ہیں اس میں لگے رہتے ہیں ان لوگوں کے لیے ان میں نشانیاں ہیں۔

اس لحاظ واقعتاً اس آیت میں بہت سارے PHENOMENONS کو ایک جگہ ذکر کر دیا گیا ہے۔ یہ آیتیں ہیں اللہ کی اور ان کو ایک آیت میں جمع کر دیا تو اس کو آیت الآیات کہہ لیجیے کہ یہ ایک آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بہت ساری COSMIC آیات، خارجی آیات، آفاقی آیات کو جمع کر دیا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو بناتے ہیں اللہ کے مدمقابل اوروں کو

اللہ کا ندّ یعنی مدمقابل بنا لیتے ہیں۔ اس رکوع کا یہ حصہ، قرآن مجید کی جو حکمت و دانائی ہے اور قرآن مجید جو ذہن اور ہماری سوچ کا جو انداز تیار کرنا چاہتا ہے، اس کے لحاظ سے بہت اہم ہے۔ لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو کچھ ہستیوں کو اللہ کے مدمقابل بنا لیتے ہیں، از خود کھڑا کر دیتے ہیں مصنوعی طور پر اللہ کے مدمقابل بنا لیتے ہیں اور پھر

يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ان (مصنوعی ہستیوں) سے ویسی ہی محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے محبت کی جاتی ہے

دنیا میں پہلے بت بنائے جاتے تھے بڑے بڑے اصنام ہوتے تھے ان کی پوجا ہوتی تھی اور آج کے دور میں وہ ظاہری پتھر کے بت ذرا برے لگتے ہیں کہ آدمی تعلیم یافتہ ہو، مہذب ہو، باہر سے پڑھ کر آیا ہو تو کسی پتھر کے بت کے سامنے جھکے تو ذرا ETIQUETTE کے خلاف لگتا ہے لہٰذا

آج کے بت نظریات کے بت ہیں، وہ سامنے رکھا ہوا بت نہیں ہوتا ہے بلکہ سینے کے اندر پوشیدہ ہوتا ہے وہ نظریات ہیں جو بت کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ آج کے نظریات کے بتوں پر سب سے پہلے جس شخص نے کلہاڑا چلایا وہ علامہ اقبال کی شخصیت ہے۔ آج کے دور کا ایک بڑا بت وطن پرستی کا بت ہے قوم پرستی کا بت ہے اور اسی طرح سے یہ جو انسان بہت ساری پرستشیں کر رہا ہے یہ سارے بتوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ علامہ اقبال نے ایک جگہ کہا ہے کہ ؎

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

آج کے دور میں صرف ظاہری بت کی پوجا نہیں کی جاتی بلکہ آج کے دور میں تو سینے میں تصویریں بنالی جاتی ہیں۔ وہ بہت سارے اِزم اور ہوس اور خواہشات ہی بت ہیں جو تراش لیے گئے ہیں اور اِس دور کے جو بت ہیں ان میں جیسے علامہ اقبال نے کہا ہے

؎ ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

آج کے دور میں جو تازہ بت تراشے گئے ہیں وہ نظریات کے بت ہیں ان میں سب سے بڑا بت وطن پرستی کا بت ہے قوم پرستی کا بت ہے۔ PATRIOTISM اور NATIONALISM سے بڑا بت آج کے دور میں نہیں ہے جو اسلام کی جڑ کو کاٹنے والا ہے۔ اگر کسی نے نیشنل پرستی ہی کرنی ہے کہ جو پنجاب میں پیدا ہوا ہے اس کے لیے تو وہی سب سے زیادہ مقدس ہے یا جو آدمی سندھ میں پیدا نہیں ہوا اس کا ہمارے ساتھ کیا تعلق؟ تو مذہب کی جڑ تو کٹ گئی، محمد رسول اللہ ﷺ سے آپ کٹ گئے، صحابہ کرامؓ سے کٹ گئے، اپنے آباء واجداد سے کٹ گئے، محدثین اور فقہاء سے کٹ گئے سب سے کٹ گئے۔ جو نیشنلزم کا اور وطن پرستی کا کا پیرہن ہے وہ مذہب کا کفن ہے۔ آپ کو پھر کیا نسبت رہ جائے گی محمد رسول اللہ ﷺ سے اور حجازی تہذیب سے اور اللہ کے دین سے اور وحی سے اور اللہ تعالیٰ کے جو احکام ہیں ان کے ساتھ؟ یہ چیزیں اس دور کے بت ہیں، یہ بظاہر سامنے رکھے ہوئے بت نہیں ہیں لیکن یہ سینے کے اندر بنی ہوئی تصویریں ہیں جن کی پرستش آج کا جدید پڑھا لکھا انسان کر رہا ہے۔ اسی کے بارے میں اللہ نے فرمایا کہ لوگوں میں سے کچھ

ایسے ہیں جو اللہ کے مدمقابل کچھ چیزوں کو اتنی ہی اہمیت دے دیتے ہیں پھر ان سے ویسی ہی محبت کرتے ہیں، اس کے لیے ویسا ہی ایثار کرتے ہیں ویسے ہی اپنا وقت اور صلاحیتیں لگاتے ہیں جیسے اللہ کے لیے لگانا چاہیے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ اور جو اہل ایمان ہیں وہ اللہ سے شدید ترین محبت کرتے ہیں

اس میں میرے اور آپ کے لیے ایک آئینہ ہے کہ ہم دعویٰ تو کرتے ہیں اللہ سے محبت کرنے کا اور اللہ پر ایمان رکھنے کا۔ اللہ نے ایک ٹسٹ بتا دیا ہے کہ ہر شخص اپنے گریبان میں منہ ڈال کے دیکھ لے۔ وہ لوگ جو اہل ایمان ہیں ان کو تو اللہ سے شدید ترین محبت ہوتی ہے۔ ہر چیز سے بڑھ کر اللہ سے محبت ہے۔ باقی سب محبتیں اس کے تابع ہو کر ہو سکتی ہیں، اللہ کے رسول ﷺ سے، والدین سے، وطن سے، علاقے سے، زبان سے، اپنے کنبے قبیلے کی روایات سے درجہ بدرجہ ہر کسی سے محبت ہو سکتی ہے لیکن سب سے اوپر محبت اللہ کی ہونی چاہیے۔ اور اگر کوئی چیز اللہ کی محبت کے برابر بھی ہو گئی تو شرک ہے اس سے اوپر ہو گئی تو وہ پرلے درجے کا شرک ہے۔ وہ لوگ جو اہل ایمان ہیں جو اللہ پر یقین رکھتے ہیں وہ سب سے زیادہ شدید محبت کرتے ہیں اللہ کے ساتھ۔

آگے ذکر کیا جا رہا ہے کہ انہی فلسفوں کی بنیاد پر اور انہیں غلط نظریات کی بنیاد پر جو لیڈریاں چمکتی ہیں اور جو دکانداریاں چمکائی جاتی ہیں اور لوگوں کو بیوقوف بنا کر اپنے پیچھے لگایا جاتا ہے۔ آج تو لوگ ان کے لیے نعرے لگاتے ہیں اور اپنا وقت برباد کرتے ہیں اور صلاحیتیں لگاتے ہیں کل قیامت کے دن جب پردہ درمیان سے ہٹے گا تو پتہ چلے گا کہ ہم کس چیز کے لیے سارا وقت برباد کرتے رہے کس چیز کے پیچھے صلاحیتیں لگاتے رہے وہاں کا ایک نقشہ کھینچا جا رہا ہے

وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اور اے کاش کہ دیکھ لیں یہ ظالم لوگ اس وقت کو جب یہ دیکھیں گے عذاب کو

اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا کہ ساری قوت و طاقت تو اللہ کے پاس ہے

وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾ اور اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے

اس وقت گرفت میں آ چکے ہوں گے وہاں سے بھاگ کر جانے کی کوئی صورت نہیں ہو گی۔

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا جب کہ تبرّا (یعنی اعلانِ بے زاری) کریں گے

وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی اُن لوگوں سے جنہوں نے پیروی کی تھی

یعنی لیڈر حضرات قیامت کے دن اپنے پیچھے چلنے والوں کے لیے اعلانِ بے زاری کریں گے۔ پیچھے چلنے والے کہیں گے کہ ہم نے دنیا میں تمہاری پیروی کی، تمہارے لیے زندہ باد کے نعرے لگائے، تمہارے لیے وقت برباد کیا آج کچھ تو ہماری جان بچواؤ، جہنم کی آگ سے کچھ تو چھٹکارا ہو جائے لیکن وہ جو آگے چلنے والے لوگ تھے جن کی دکانیں چمکانے کے لیے عوام نے اپنی جانیں دی تھیں پیسہ خرچ کیا تھا خون پسینہ بہایا تھا وہ اعلانِ بے زاری کریں گے کہ ہم تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتے ہم نے تمہیں کچھ نہیں کہا تھا تم خود ہمارے پیچھے لگے تھے۔

وَ رَاَوُا الْعَذَابَ اور وہ دیکھیں گے اپنے سامنے عذاب

لیڈر حضرات بھی دیکھیں گے اور جنہوں نے پیروی کی وہ بھی دیکھیں گے کہ اب تو ہم عذاب میں گرا چاہتے ہیں، ہم تو دنیا کی زندگی برباد کر کے یہاں آ گئے

وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ اور اس دن سب تعلقات (رشتہ داریاں اور دوستیاں) ختم ہو جائیں گے

ہر شخص اپنی جوابدہی کے لیے کھڑا ہو گا کوئی کسی کے کام آنے والا نہیں ہو گا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا اور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے پیروی کی تھی

کہ اچھا۔ جیسے آدمی منہ پر ہاتھ پھیر کر کہتا ہے کہ دنیا میں تو ہم نے تمہاری پیروی کی اور آج تم ہمیں بیوقوف بنا رہے ہو اور ہماری کوئی مدد نہیں کر رہے

لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً اگر اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا میں دوبارہ بھیج دے

فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا تو جیسے آج وہ ہم سے اعلانِ بے زاری کر رہے ہیں وہاں ہم ان سے اعلانِ بیزاری کریں گے

دنیا میں ہم تمہارے اوپر گندے انڈے پھینکیں گے ٹماٹر پھینکیں گے پتھر پھینکیں گے اور تمہارا وہ حشر کریں گے کہ تمہیں یاد رہے گا۔ یعنی ہم نے دنیا میں اپنا سب کچھ برباد کیا اور آج تم ہماری عاقبت میں کچھ مدد نہیں کر رہے اگر اللہ دوبارہ موقع دے دے تو ہم تمہارے ساتھ وہ حشر کریں گے کہ تمہیں یاد رہے گا۔ وہ یہ تمنا تو کریں گے لیکن یہ تمنا پوری ہونے والی نہیں ہے دوبارہ یہ

زندگی ملنے والی نہیں ہے، آج آنکھیں کھولنے کی ضرورت ہے۔ کاش ہم ایسا کرلیں یہ قرآن مجید ہمارے لیے راہ دکھانے والی کتاب ہے سیدھا راستہ دکھانے والی ہے کہ ہم اگر آج کسی کی ڈگڈگی بجانے پر فریفتہ اور سحر زدہ ہوگئے ہیں تو جلدی آنکھیں کھول لیں، اللہ اور اس تعلیمات کے علاوہ اگر کسی کے پیچھے ہم چل رہے ہیں تو وہ ہمیں کھڈے میں جا کر تو گرا سکتا ہے ہدایت کے یا کسی اچھے مقام پر جنت میں جانے کے لیے وہ راستہ ہمارے لیے کافی نہیں ہے۔

كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ اس طریقے پر دکھلائے گا اللہ ان کو ان کے کام حسرت دلانے کو

وہ ساری باتیں اس دن سامنے آئیں گی، وہاں سے واپس تو کوئی آ نہیں سکتا لیکن اس دن حسرت بہت ہوگی افسوس بہت ہوگا کہ اے کاش ہم ایسا نہ کرتے اے کاش ہم ایسا نہ کرتے اے کاش ہم ایسا نہ کرتے لیکن اس دن افسوس کرنے کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا آج ضرورت ہے کہ ہم اپنے اعمال پر اپنے کردار پر اپنے معاملات پر نظر ثانی کر سکیں تو آج موقع ہے۔

وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾ اور (اس واویلے میں) کوئی آگ سے نکلنے والا نہیں ہوگا آگ سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔

آیات 168 تا 176

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا اے لوگو! تم کھاؤ ان چیزوں میں سے جو زمین میں ہیں حلال طیب

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کچھ خاص چیزیں کھانے سے منع کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو چیزیں تمہارے لیے حلال ہیں وہ کھاؤ پیئو۔ اس میں لوگوں کو کچھ RESERVATION تھی جیسے مکے کے لوگوں کے آباؤ اجداد کے کچھ طریقے چلے آرہے تھے، ٹھیک ہے اسلام لانے کے بعد وہ ان سے کٹ بھی گئے تھے لیکن ذہن میں کچھ نہ کچھ RESERVATION رہ جاتی ہے کوئی نہ کوئی تسمہ لگا رہ جاتا ہے۔ آج کے دور میں چونکہ ہم پاکستان میں رہ رہے ہیں اس کا تصور نہیں کر سکتے، یہاں اتنا زیادہ اس کا چرچہ نہیں ہے لیکن عربوں کے ہاں یا ہندو معاشرے میں وہ چیزیں عام تھیں کہ کوئی جانور بتوں کے نام پر چھوڑ دیا کوئی گائے،

کوئی بیل، کوئی اونٹ ہے جو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا گیا ہے اب وہ جہاں سے چاہے کھائے جہاں سے چاہے پیئے جس کی فصل کا چاہے نقصان کرے کوئی اس پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا تھا کہ یہ بتوں کے نام پر چھوڑا ہوا ہے اس کو کچھ کہیں گے تو ساری فصل برباد ہو جائے گی۔ اب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی نفی کر دی کہ ایسے جانور کی کوئی حقیقت نہیں ہے اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے وہ مقدس نہیں ہے اس کا تقدس نہیں ہے۔ اس کو اللہ کے نام پر حلال طریقے سے ذبح کر کے اس کا گوشت کھا سکتے ہیں۔ اب وہ آبائی قسم کی جو RESERVATION ہے وہ کسی نہ کسی درجے میں آڑے آتی ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے اس رکوع میں ان ساری چیزوں کو کھول دیا ہے کہ قانون دینے کا اور حلت وحرمت کا کامل اختیار اللہ کے پاس ہے اور اس کے نمائندے کی حیثیت سے محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس ہے۔ فرمایا: اے لوگو! تم کھاؤ زمین کی تمام پاکیزہ چیزیں جو اللہ نے حلال بنائی ہیں سوائے ان تھوڑی سی چیزوں کے جن کا نام بنام قرآن میں ذکر ہے کہ یہ حرام کر دی گئی ہیں۔ ورنہ عمومی طور پر اور اصولی طور پر تمام چیزیں تمہارے لیے حلال ہیں۔

وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اور شیطان کے قدموں کا اتباع مت کرو (اس کے پیچھے مت چلو)

شیطان کے بارے میں قصہ آدمؑ وابلیس میں ہم پڑھ چکے ہیں وہ ہمارا ازلی دشمن ہے اور ہمارا اکثر و بیشتر رویہ یہ ہے کہ ہم شیطان کو دشمن نہیں سمجھتے اس کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں کہ جو مشورہ شیطان دے دے وہ جیسے آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے کہ اس کو تو ہم ردّ کر ہی نہیں سکتے حالانکہ قرآن مجید میں ہے ﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا﴾ شیطان تمہارا دشمن ہے اس کو اپنا دشمن سمجھو۔ کبھی کبھی جب کوئی درس سنیں یا کوئی قرآن مجید کی آیت پڑھیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ واقعتاً شیطان ہمارا دشمن ہے لیکن عام زندگی میں ہم شیطان کے مشورے کو ردّ نہیں کرتے۔ قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اس کو دشمن سمجھو۔ یہاں بھی فرمایا کہ شیطان کے نقشِ قدم پر مت چلو

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٦٨﴾ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

ایک دشمن ہوتا ہے چھپا ہوا کہ بظاہر دوست ہے اور حقیقت میں دشمن ہے اس سے آدمی

دھوکہ کھا سکتا ہے لیکن شیطان کے بارے میں تو اللہ نے قرآن میں، حدیث میں، فطرت میں یہ بات رکھ دی ہے کہ وہ دشمن ہے وہ غلط مشورہ دینے والا ہے لیکن اس کے باوجود ہم انسان شیطان کے چکر میں آ جاتے ہیں۔

اِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ — بے شک شیطان تمہیں مشورہ دیتا ہے برے کام اور بے حیائی کا

اب رحمانی الہام میں اور شیطانی وسوسے میں فرق کیا ہوگا؟ اللہ کی طرف سے جو بات دل میں آئے گی اس کا ٹسٹ یہ ہے کہ جو نیکی اور بھلائی کا کام ہو، خدمت خلق کا کام ہو، وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ جو شیطان کی طرف سے ہوگی اس کی نشانی کیا ہے کہ شیطان مشورہ دیتا ہے برے کام کرنے کا اور بے حیائی کے کا کام کرنے کا۔ ایسا جب بھی کوئی دل میں خیال آئے گا وہ شیطان کی طرف سے ہوگا، وہ رحمانی خیال نہیں ہوسکتا۔

وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٦٩﴾ — اور یہ کہ تم اللہ پر وہ باتیں کہو جو تم نہیں جانتے

تیسرا ٹسٹ یہ ہے کہ شیطان اللہ کی طرف وہ چیزیں منسوب کرنے کا حکم دیتا ہے کہ جو تم نہیں جانتے۔ جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس میں وہ ساری باتیں آ جائیں گی کہ شیطان کسی انسان کے مزاج کو دیکھ کر ہی کوئی پٹی پڑھاتا ہے، ہر انسان کو ایک ہی لاٹھی سے نہیں ہانکتا۔ کوئی بڑا دیندار نیک سرشت آدمی ہے اُس کو شیطان دھوکہ دے گا تو کسی اعلیٰ تر نیکی سے ہٹا کر کسی چھوٹی نیکی پر لگا دے گا شیطان تو اپنے دھوکے میں کامیاب ہو جائے گا وہ انسان سمجھتا رہے گا کہ میں تو بڑی نیکی کا کام کر رہا ہوں۔ مثال کے طور پر آج کے دور میں جو سب سے بڑی ضرورت ہے وہ تو ہے جہاد کی، باطل کے ساتھ کشمکش اور پنجہ آزمائی کی، لیکن آج کے دور میں شیطان کسی نیک آدمی کو ایسی پٹی پڑھائے گا کہ اس کو جہاد سے اور شیطانی قوتوں کے ساتھ پنجہ آزمائی سے روک کر تہجد میں لگا دے گا وہ آدمی اپنے طور پر سمجھتا رہے گا کہ میں تو بڑا نیکی کا کام کر رہا ہوں، اتنا ایثار کہ دن کو اپنا کاروبار بھی چلا رہا ہوں اور رات کو تہجد بھی پڑھ رہا ہوں، اس سے زیادہ میں اللہ کے لیے کیا کر سکتا ہوں حالانکہ وہ شیطان کے چکر میں آ گیا ہے کہ اس کو جہاد کرنا چاہیے، اس کو باطل کے خلاف کشمکش کرنی چاہیے، حلال بھی کمانا چاہیے محنت بھی کرنی چاہیے اس کے ساتھ اس باطل نظام کو اکھیڑنے

کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے، چاہے تہجد میں کمی آجائے لیکن شیطان نے اس کو اس راستے پر لگا دیا ہے۔ یہ ہے وہ تیسری بات کہ اللہ کی طرف، دین کی طرف وہ باتیں منسوب کرو جو دین میں نہیں ہیں ان چکروں میں پڑ جاؤ، جو شیطان کے کہنے پر ہوں گی کہ وہ اعلیٰ درجے کے مقاصد سے ہٹا کر کمتر درجے کے کام پر لگا دیتا ہے۔ شیطان شاید ہماری سرشت سے بہت واقف ہے۔ جیسے ہوتا ہے کہ کچھ لوگ بہت سوچ سمجھ کر خرچ کرنے والے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ بڑے کھلے ہاتھ کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔ اب جو کھلے ہاتھ کے ساتھ خرچ کرنے والا ہے کیا شیطان کبھی اس کو کنجوسی کا مشورہ دے گا؟ اور وہ آدمی کبھی کنجوسی کا مشورہ مان سکتا ہے؟ شیطان اس کھلے خرچ کرنے والے کو فضول خرچی کا مشورہ دے گا اور جو حساب کتاب سے خرچ کرنے والا ہے وہ کبھی شیطان کے چکر میں آسکتا ہے کہ فضول خرچی کر دو؟ اس کو کنجوسی کا اور روک روک کر رکھنے کا مشورہ دے گا۔ جہاں ایک روپیہ خرچ کرنے کا موقع ہے اور وہ کر رہا ہے اس کو کہے گا بھائی یہ بھی مت کرو یہ بھی بچا کے رکھو کل تمہارے کام آئے گا۔ شیطان ویسا ہی تھپڑ مارتا ہے جیسے انسان کا منہ دیکھتا ہے۔ جیسا انسان کا مزاج ہوتا ہے اس کی سوچ ہوتی ہے اس کی MENTALITY ہوتی ہے اسی طرح کے گمراہی کے اسباب اس کے لیے جمع کر دیتا ہے۔ تو فرمایا شیطان تمہیں مشورہ دیتا ہے برے کام کرنے کا اور فحش کام کرنے کا، بے حیائی کے کام کرنے کا اور یہ کہ تم وہ باتیں کہو اللہ پر جو حقیقت کے خلاف ہیں جو تم نہیں جانتے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ — اور جب کوئی ان سے کہے کہ اتباع کرو اس حکم کی جو اللہ نے نازل فرمایا ہے

قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا — تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم تو اس کی پیروی کر رہے ہیں کہ جو ہمارے آباء واجداد کا طریقہ چلا آرہا ہے

حقیقت یہ ہے کہ کوئی کام کرنے کے لیے یہ کوئی دلیل نہیں ہے کہ ہمارے آباء واجداد ایسا کرتے رہے ہیں۔ اصل دلیل یہ ہونی چاہیے کہ قرآن میں اللہ نے کیا فرمایا اور حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے۔ یہ کوئی دلیل بن سکتی ہے لیکن مجرد یہ کہہ دینا کہ ہمارے باپ دادا کا طریقہ چلا آرہا ہے اس لیے ہم یہ کرتے ہیں اور یہی کرتے چلے جائیں گے چاہے اللہ اور اس

کے رسول کا کچھ بھی حکم ہو یہ تو انسان کے گمراہ ہونے کی دلیل ہے۔

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ اگرچہ ان کے آباء و اجداد نہ سمجھتے ہوں کچھ اور نہ ہدایت یافتہ ہوں؟

بھئی تمہارے آباء و اجداد بھی تمہاری ہی طرح انسان تھے۔ اگر شیطان تمہیں بیوقوف بنا سکتا ہے اور غلط راستے پر لگا سکتا ہے تو اس کا بھی امکان ہے کہ شیطان نے تمہارے آباء واجداد کو کوئی پٹی پڑھا دی ہو اور ان کو سیدھے راستے سے ہٹا دیا ہو۔ تو والدین کا راستہ، آباء پرستی، آباء واجداد کے طریقے پر چلنا یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ دلیل ہوگی تو قرآن وحدیث سے، اللہ اور اس کی کتاب سے کوئی دلیل ہوگی۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً

اور مثال ان لوگوں کی جنھوں نے کفر کیا ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص پکارے کسی ایسی چیز کو جو پکار اور آواز کے سوا کچھ نہ سنتی ہو

کافر ایسے معبودوں کو پکارتے ہیں جو سنتے کچھ نہیں ہیں وہ اپنے طور پر سمجھ رہے ہیں کہ ہم پکار رہے ہیں شاید وہاں سے کوئی جواب بھی آجائے گا حقیقتاً نہ کوئی ان کی دعا سن رہا ہے نہ اس کا کوئی جواب آنا ہے۔

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ وہ تو بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں سو وہ کچھ بھی نہیں سمجھتے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ اے ایمان والو! کھاؤ ان تمام پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے جو چیزیں حلال کردی ہیں وہ واقعتاً پاکیزہ چیزیں ہیں اور جن چیزوں سے اللہ نے ہمیں منع فرمایا دیا ہے دل میں یہ یقین رکھنا چاہیے کہ واقعتاً وہ جسم انسانی کے لیے اور روحِ انسانی کے لیے نجس ہیں۔ سور کا گوشت حرام کر دیا، خون حرام کر دیا، اسی طرح اور چیزیں حرام کردی ہیں یہ چیزیں واقعتاً انسانی جسم کی نشوونما کے لیے اور انسان کی روحانی بالیدگی کے لیے اور انسان کی جو روحانی ترقی ہو سکتی ہو اس میں وہ رکاوٹ ہیں مانع ہیں۔ اسی لیے اللہ نے ان

سے منع کر دیا ہے اور جو چیزیں حلال کی ہیں واقعتاً ان میں ایک پاکیزگی ہے، وہ انسان کی نظروں کو بھی اچھا لگنے والی چیز ہے، ذائقے کے اعتبار سے منہ کو بھی اچھا لگنے والی ہے اور اس کے جسم کے اعتبار سے بھی صالح خون اور صالح مواد پیدا کرنے والی چیزیں ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے جو طریقہ ہمارے لیے چھوڑا ہے حتیٰ کہ مسواک کرنا، وضو کرنا، طہارت کرنا یہ جو طریقے اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں سکھا دیے ہیں یہ بھی انسان کے لیے فائدہ مند ہے۔ آج دنیا محسوس کر رہی ہے، ورنہ جراثیم کا تصور اور بیکٹیریا کا تصور آج سے دو سو سال پہلے تو نہیں تھا۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے جو طریقہ ہمیں سکھایا ہے اس کے ذریعے سے ہر طرح کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ آپ ﷺ دودھ پی کر بھی مسواک کرتے تھے اس سے زیادہ HYGIENIC انسان کا کوئی تصور کیا جا سکتا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے جو استنجاء اور طہارت کا طریقہ ہمیں سکھایا ہے ہمارے دین نے ہمیں سکھایا ہے کہ جب کوئی آدمی بیت الخلاء جاتا ہے اس کے بعد طہارت کرتا ہے اس سے انسان کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کھانے میں اور پینے میں جو پاکیزہ چیزیں ہیں واقعہ یہ ہے کہ یہ بیکٹیریا اور جراثیم کا تصور تو بہت بعد میں آیا ہے، اگر ہم اسلام کی تعلیمات پر عمل کریں جو اسلام نے ہمیں سکھائی ہیں تو آج کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق بھی ہم ایک بہترین، پاکیزہ، اور HYGIENIC انسان کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ ایک ہے صفائی یعنی کسی چیز کا صاف ہونا اور ایک ہے طہارت یعنی کسی چیز کا پاک ہونا۔ ممکن ہے کہ کوئی چیز بہت صاف ہو جیسے دھوبی کبھی گندے پانی میں کپڑے دھو کر لے آتے ہیں وہ بظاہر صاف تو نظر آ رہے ہوتے ہیں لیکن معلوم نہیں ہیں کہ وہ پاک بھی ہیں کہ نہیں ہیں۔ جس کو ہم طہارت کہتے ہیں اس کا انگریزی میں صحیح ترجمہ ہوگا HYGIENIC کہ جس میں سارا بیکٹیریا ختم ہو گیا ہو۔ حکم دیا جا رہا ہے کہ ہمارے رزق میں سے حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ

وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم واقعتاً اُسی کی عبادت کرنے والے ہو

یعنی اللہ کی عبادت کا تقاضا ہے کہ اس کا شکر ادا کیا جائے اور شکر کا طریقہ ہے کہ اس کے احکامات پر عمل کیا جائے یا یہ کہ اللہ کے احکام ہمارے فائدے کے لیے ہیں لہٰذا ان پر عمل بھی

کیا جائے اور ان احکام کے اتارے جانے پر اللہ کا شکر بھی ادا کیا جائے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيۡكُمُ اس نے تو تم پر حرام کیا ہے

الۡمَيۡتَةَ وَالدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيۡرِ اللّٰهِ مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو

جو جانور اپنی موت آپ مر گیا وہ مردار ہے اور حرام ہے، اسی طرح بہتا ہوا خون اور سور کا گوشت بھی حرام اور نجس ہے اور اسی طرح جس جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، وہ بھی حرام ہے۔ یہاں چار حرام چیزوں کا ذکر ہے زیادہ تفصیل سورہ مائدہ میں آئے گی۔

فَمَنِ اضۡطُرَّ غَيۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ پھر جو کوئی مجبور ہو جائے اور وہ خواہش مند اور حد سے آگے بڑھنے والا نہ ہو

یہاں یہ ایک EXCEPTION رکھ دی ہے کہ ایسا کوئی انسان جس کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ہو فاقے آ رہے ہوں اور بھوک سے جان کو خطرہ ہو تو وہ ان حرام کردہ چیزوں سے بھی بقدر ضرورت فائدہ حاصل کرسکتا ہے، جان بچا سکتا ہے، وہ EXCEPTIONAL CASES ہیں۔ لیکن غَيۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ نہ اس میں بغاوت کا کوئی مادہ ہو کہ اللہ نے منع کیا ہو تو کیا ہو میں تو کھاؤں گا، یہ احساس نہ ہو بلکہ اللہ کے حکم کے تحت اس اجازت کے ساتھ کھا رہا ہو کہ اللہ نے اجازت دی ہے تو مجبوراً کراہت کے ساتھ کھا رہا ہوں اور دوسرا یہ کہ عادی نہ بنا لے اپنے آپ کو کہ روزانہ کا معمول بنا لے۔ یہ شراب اور سور کا گوشت ایمرجنسی اور اضطرار میں جائز ہے تو روزانہ کھانا شروع کر دے کہ میں تو حالت اضطرار میں ہوں تو یہ صحیح نہیں ہے۔ جان بچانے کے لیے بقدر قوتِ لایموت اس سے فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔ اگر انسان ایسا کرے گا

فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَيۡهِ تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۷۳﴾ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے رحم فرمانے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَكۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ الۡكِتٰبِ بے شک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں جو کچھ اللہ نے نازل فرمایا ہے کتاب میں سے

وَيَشۡتَرُوۡنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيۡلًا اور لیتے ہیں اس پر تھوڑا سا مول (تھوڑی سی قیمت)

اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وہ نہیں ڈالتے اپنے پیٹوں میں مگر آگ

وہ فتویٰ فروشی کر کے جو کچھ پیسہ حاصل کر لیتے ہیں اور پھر اس سے کوئی چیز کھاتے ہیں تو وہ اپنے پیٹ میں آگ اتار رہے ہیں۔ یہ روٹی اور مرغِ مُسلّم اور کوئی روسٹ وغیرہ نہیں کھاتے بلکہ آگ ہے جو اپنے پیٹ میں اتار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوگا

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے بات بھی نہیں کرے گا

وَلَا يُزَكِّيْهِمْ اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا

وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اور ان کے لیے بہت دردناک عذاب ہوگا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے بدلے میں لے لیا ہے ہدایت دے کر گمراہی کو اور مغفرت دے کر عذاب کو

یعنی ان کو مواقع ملے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے اور اپنی عاقبت سنوار لیتے لیکن انہوں نے یہ موقع گنوا دیا اور اپنے لیے اللہ کی ناراضگی اور عذاب حاصل کر لیا ہے اور بخشش اور مغفرت کے مواقع چھوڑ دیے ہیں

فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ یہ کتنا صبر کرنے والے ہیں آگ پر

بڑا دل گردہ ہے ان کا کہ جانتے بوجھتے اپنے آپ کو آگ کے حوالے کر رہے ہیں اور اس کو برداشت کر رہے ہیں

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ یہ اس واسطے ہے کہ اللہ نے سچی کتاب نازل کی ہے

ان کو عذاب اس لیے ہوگا کہ اللہ نے جو کچھ نازل کیا ہے اس کا نتیجہ نکلنے والا ہے۔ یہ کوئی قصے کہانیاں نہیں ہیں بلکہ واقعتاً قیامت کا دن آئے گا اور حساب کتاب ہوگا اور نتیجہ نکلے گا۔

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ﴿۱۷۶﴾ اور بے شک جنہوں نے اختلاف کیا ہے کتاب میں وہ بہت ضد میں ہیں اور دور جا پڑے ہیں

وہ یہ نہ سمجھیں کہ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے ان کی اس ضد اور گمراہی کا نتیجہ قیامت کے دن عذاب کی شکل میں نکلے گا۔

دورِ فتن کی علامات

(احادیث مبارکہ کی روشنی میں)

حصہ دوم

محمد نعمان اصغر

۱۸۔ نمازیں اور مساجد

مساجد کو مُزیّن اور مَصحَف کو خوبصورت بنایا جائے گا:

108۔ حضرت سعید بن ابی سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مساجد کو مزین کرو گے اور اپنے مصاحف کو خوب صورت بناؤ گے تو پھر تم پر بربادی مسلط ہو جائے گی۔(السلسلۃ الصحیحۃ-2514)

لوگ مساجد سے گزریں گے لیکن نماز ادا نہیں کریں گے:

109۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانی ہے کہ آدمی مسجد میں سے گزرے گا لیکن اس میں دو رکعت (شاید تحیۃ المسجد مراد ہے) بھی ادا نہیں کرے گا۔(السلسلۃ الصحیحۃ-2560)

مساجد میں بیٹھنے والوں کا امام دنیا ہوگی:

110۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو مساجد میں حلقہ بنا کر بیٹھیں گے۔ان کا امام دنیا ہوگی (صرف دنیاوی گفتگو اور مقصد کے لئے جمع ہوں گے۔واللہ اعلم)۔تم ان کے ساتھ مت بیٹھنا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو ان میں کو دلچسپی نہیں ہوگی۔(السلسلۃ الصحیحۃ-2616)

لوگوں کو کوئی نماز پڑھانے والے نہیں ملے گا:

111۔ حضرت سلامہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چیز بھی علامات قیامت سے ہے یا لوگوں کی برائیوں میں سے ہے کہ مسجد والے (تمام لوگ) ایک دوسرے کو آگے دھکیلیں گے چنانچہ وہ کوئی امام نہیں پائیں گے کہ جوان کو نماز پڑھائے۔ (مسند احمد،-12859)

قرآن مجید حلق سے نیچے نہ اُترے گا:

112۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی جس کے افراد نوعمر اور سطحی عقل والے ہوں گے، وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، قرآن کی بات کریں گے لیکن وہ دین سے اسی طرح نکل جائیں گے جیسے شکار سے تیر آر پار نکل جاتا ہے۔ (جامع ترمذی-2188)

لوگ مزین سواریوں پر مسجد آئیں گے:

113۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اُمت کے آخری زمانے میں لوگ کجاووں کی طرح کی زینوں پر سوار ہوں گے، وہ مساجد کے دروازوں پر اُتریں گے۔ (مسند احمد-8143)

لوگ مساجد پر فخر کریں گے:

114۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک لوگ مساجد کے سلسلے میں ایک دوسرے پر فخر کا اظہار نہیں کرنے لگیں گے۔ (مسند احمد-12900)

قرآن مجید گا کر پڑھا جائے گا:

115۔ حضرت عابس غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرما رہے تھے کہ چھ چیزوں سے پہلے اعمال میں جلدی کرو۔ کیف و سرور میں مست لوگ قرآن کو گانا بجانا بنالیں گے (گانے کے انداز میں پڑھیں گے)۔ لوگ ایسے شخص کو آگے کریں گے جو نہ تو فقیہ ہوگا اور نہ عالم۔ وہ صرف اس لیے اسے آگے کریں گے تاکہ وہ انہیں (قرآن مجید) گا کر سنائے۔

(باقی پانچ چیزوں کا تذکرہ دیگر مقامات پر کردیا گیا ہے)۔ (السلسلۃ الصحیحۃ-2581)

قرآن مجید طلب دنیا کے لئے پڑھا جائے گا:

116۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے تشریف لائے تو ہم قرآن پڑھ رہے تھے اور ہم میں اعرابی اور عجمی بھی تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑھو سب ٹھیک ہے۔عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو اسے اس طرح (مبالغہ کے ساتھ) درست کریں گے جیسے تیر درست کیا جاتا ہے۔وہ دنیا میں ہی جزا چاہیں گے اور اسے آخرت تک موخر نہیں کریں گے۔(یعنی وہ طلب دنیا کے لئے پڑھیں گے)۔(مشکوۃ المصابیح-2206)

۱۹۔ ظلم اور جھوٹ

ظلم اتنا پھیلے گا کہ لوگ عدل بھول جائیں گے:

117۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کچھ عرصہ تک ظلم بند رہے گا۔پھر وہ پھیلنا شروع ہو جائے گا اور جس قدر ظلم پھیلے گا اسی مقدار میں عدل اٹھتا جائے گا۔یہاں تک کہ ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو ظلم کے علاوہ کسی اور چیز کو نہیں پہچانتے ہوں گے۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ عدل کو لے آئے گا اور جس قدر عدل پھیلتا جائے گا اسی مقدار میں ظلم اٹھتا جائے گا۔یہاں تک کہ ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو عدل کے علاوہ کسی اور چیز کو نہیں جانتے ہوں گے۔(مسند احمد،ضعیف-12860)

عدالتی فیصلے بیچ دیئے جائیں گے:

118۔ عابس غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمار ہے تھے کہ فیصلہ بیچ دینے کے وقت سے اور خون کو ہلکا سمجھا جانے کے وقت سے پہلے اعمال میں جلدی کرو۔(السلسلۃ الصحیحۃ-2581)

119۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جو قوم ناحق فیصلے کرتی ہے تو ان میں قتل عام ہو جاتا ہے۔(مشکوۃ المصابیح،ضعیف-5370)

قطع رحمی اور جھوٹ عام ہو جائے گا:

120۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قطع رحمی، جھوٹی گواہی دینا، سچی گواہی کو چھپانا اور لکھائی پڑھائی عام ہو جائے گی۔(مسند احمد-8257)

جھوٹ بولنا عام ہو جائے گا:

121۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک فتنے ظاہر نہ ہوں۔ جھوٹ زیادہ نہ ہو جائے، بازار قریب نہ آ جائیں، وقت قریب نہ آ جائے (یعنی تیزی سے گزرنے لگے)۔ (السلسلۃ الصحیحۃ-2714)

۲۰۔ خیانت اور عہد شکنی

وعدوں اور امانتوں میں کھوٹ پیدا ہو جائے گا:

122۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم گھٹیا لوگوں میں باقی رہ جاؤ گے؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسے حالات کب پیدا ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمانوں کے وعدوں اور امانتوں میں کھوٹ پیدا ہو جائے گی۔ راوی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے انگلیوں میں تشبیک دی۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس وقت کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ اچھے عمل کرنا، غلط کاموں سے بچ کر رہنا، اپنے مخصوص لوگوں کا خیال کرنا اور عام لوگوں سے بچ کر رہنا۔ (مسند احمد-12812)

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کی پاسداری نہیں کی جائے گی:

123۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہیں (جزیہ کے) درہم و دینار وصول نہیں ہوں گے۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ اے ابو ہریرہ! کیا آپ کا خیال ہے کہ ایسا ہوگا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے یہ تو صادق و مصدوق ہستی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ لوگوں نے کہا ایسا کیوں ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ جب اللہ اور اس کے رسول کے عہد کی پاسداری نہیں کی جائے گی تو اللہ تعالیٰ ذمیوں کے دلوں کو سخت کر دے گا وہ اس چیز کو روک دیں گے جو ان کے ہاتھ میں ہوگی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔ انہوں نے یہ بات دو مرتبہ دہرائی۔ (مسند احمد-12874)

خیانت اور عہد شکنی کی سزا:

124۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس قوم میں خیانت عام ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رعب ڈال دیتا ہے۔ اور جو قوم عہد شکنی کرتی ہے تو ان پر دشمن مسلط کر دیا جاتا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، ضعیف-5370)

۲۱۔ شیاطین کا حملہ

شیطانوں کو لوگوں پر چھوڑ دیا جائے گا:

125۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت کی خوشحالی کتنی مدت تک رہے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ ادھر اس نے تین مرتبہ اس سوال کو دہرا دیا۔ پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ آدمی چلا گیا۔ بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ وہ سائل کہاں ہے؟ صحابہ نے اسے واپس بلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا ہے کہ میری امت میں سے کسی نے بھی مجھ سے یہ سوال نہیں کیا۔ بات یہ ہے کہ میری امت کی خوشحالی کی مدت ایک سو سال ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات دو یا تین مرتبہ دہرائی۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول اس کی کوئی علامت بھی ہے (خوشحالی کی مدت ختم ہونے کی)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں، زمین میں لوگوں کا دھنسنا، زلزلے آنا اور شیطانوں کو چھوڑا جانا، جو لوگوں کے خلاف چہار طرف (چاروں اطراف سے) اکٹھے ہو کر آئیں گے (لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے)۔ (مسند احمد، ضعیف-12862)

فتنہ مشرق میں ہوگا:

126۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشرق کی طرف رخ کئے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے کہ آگاہ ہو جاؤ، فتنہ اس طرف ہے جدھر سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری-7390)

تیس دجال اور کذاب نکلیں گے:

127۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس

وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تقریباً تیس دجال اور کذاب نکلیں گے۔ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔(جامع ترمذی-2218)

۲۲۔ عظیم ترین جنگیں

ساری قومیں مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں گی:

128۔ حضرت ثوبان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ ساری ملتوں والے ہر طرف سے تم پر اس طرح جھپٹ پڑیں گے جیسے کھانے والے پیالے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ہم نے کہا اے اللہ کے رسول کیا ہم ان دنوں میں قلیل ہوں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں نہیں بلکہ ان دنوں تمہاری تعداد تو بہت زیادہ ہوگی لیکن تمہاری حیثیت سیلاب کے ساتھ بہنے والے پتوں،تنکوں اور جھاگ کی سی ہوگی ۔اور تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکل جائے گا اور تمہارے دلوں میں وھن آ جائے گا۔ہم نے پوچھا کہ وھن سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ دنیا سے محبت کرنا اور موت کو ناپسند کرنا۔(مسند احمد-12856)

فرات سے سونے کا خزانہ نکلے گا:

129۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب دریائے فرات سے سونے کا ایک خزانہ نکلے گا۔پس جو کوئی وہاں موجود ہو وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔ (صحیح بخاری-7119)

130۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ دریائے فرات سونے کے ایک پہاڑ کو ظاہر کرے گا۔اس پر (لڑتے ہوئے) ہر سو میں سے ننانوے لوگ مارے جائیں گے۔اور ان میں سے ہر کوئی کہے گا کہ شاید میں ہی بچ جاؤں گا (اور خزانے کا مالک بن جاؤں)۔(صحیح مسلم-7272)

مسلمان مدینہ تک محصور ہو جائیں گے:

131۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کو مدینہ میں محصور کر لیا جائے گا اور ان کی عمل داری زیادہ سے زیادہ مقام سلاح (خیبر کے قریب ایک

مقام کا نام ہے) تک ہوگی۔(ابوداؤد-4250)

رومی اسّی جھنڈوں تلے پیش قدمی کریں گے:

132۔ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے درمیان اور بنو اصفر (رومیوں) کے درمیان جنگ بندی ہوگی۔ وہ تمہیں دھوکا دیں گے اور اَسّی جھنڈوں (ملک) تلے تمہاری طرف پیش قدمی کریں گے۔ ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار افراد ہوں گے۔(سنن ابن ماجہ-4095)

دو عظیم جماعتوں کی جنگ ہوگی:

133۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ دو عظیم جماعتیں جنگ نہ کریں۔ان دونوں جماعتوں کے درمیان بڑی خون ریزی ہوگی۔حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔(صحیح بخاری-7121)

مسلمان ترکوں سے جنگ کریں گے:

134۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مسلمان ترکوں سے جنگ کریں گے۔ یہ ایسی قوم ہے جن کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔ یہ لوگ بالوں کا لباس پہنتے ہوں گے، بالوں (سے بنے ہوئے جوتوں) میں چلتے ہوں گے۔(صحیح مسلم-7313)

مسلمان چھوٹی ناک اور آنکھوں والوں سے لڑیں گے:

135۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم اس قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم چھوٹی آنکھوں اور چھوٹی ناک والی قوم سے جنگ کرو گے۔(صحیح مسلم-7312)

136۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم دو عجمی قوموں خوز اور کرمان سے قتال نہیں کرو گے، جن کے چہرے سرخ اور ناک چپٹے ہوں گے اور ان کے چہرے ڈھالوں کی طرح چوڑے چپٹے ہوں

گے۔(مسند احمد-12895)

137۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت نہیں آئے گی حتی کہ تم ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کی آنکھیں چھوٹی اور چہرے چوڑے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں ایسی ہوں گی جیسے ٹڈیوں کی آنکھیں۔اوران کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہہ دار ڈھالیں۔بالوں کے جوتے پہنتے ہوں گے اور چمڑے کی ڈھالیں استعمال کریں گے۔وہ اپنے گھوڑے کھجور کے درختوں سے باندھیں گے۔(ابن ماجہ-4099)

نومسلم دین کی مدد کریں گے:

138۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنگیں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ موالی (نومسلموں) کا ایک لشکر کھڑا کرے گا،ان کے گھوڑے عرب کے بہترین گھوڑے ہوں گے اوران کا اسلحہ سب سے عمدہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے دین کی مدد کرے گا۔(سنن ابن ماجہ-4090)

مہدی کی مدد مشرق کے لوگ کریں گے:

139۔ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرق سے کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو مہدی کے لئے یعنی اس کی حکومت کے لئے زمین ہموار کریں گے(حضرت مہدی کے ساتھ مل کر دشمنوں سے لڑیں گے)۔(سنن ابن ماجہ،ضعیف-4088)

جنگ وجدل میں شام بہترین علاقہ ہوگا:

140۔ حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنگ وجدل کے دن مسلمانوں کا گروہ دمشق نامی شہر(شام کا دارالحکومت) کی جانب الغوطہ کے مقام پر ہوگا۔یہ شام کا سب سے بہترین شہر ہے۔(مشکوۃ المصابیح-6281)

۲۳۔متفرق روایات

ایک وبا پھیل جائے گی:

141۔ عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اندر ایسی بیماری پھیلے گی جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو شہادت کا درجہ دے

گا اور تمہارے اعمال پاک کر دے گا۔ (سنن ابن ماجہ-4042)

142۔ دوسری روایت میں ہے کہ پھر ایک وبا جو تم میں اس طرح پھیل جائے گی جس طرح بکریوں میں طاعون کی بیماری پھیل جاتی ہے۔ (مشکوۃ المصابیح-5420)

چاند بڑا نظر آنا شروع ہو جائے گا:

143۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قرب میں چاند کا پھول جانا ہے (نشانی ہے)۔ پہلی رات کا چاند نظر آئے گا تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ دوسری رات کا چاند ہے۔ (السلسلۃ الصحیحۃ -2710)

بے وقوفوں کی اولاد زیادہ خوش نصیب ہوگی:

144۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک بے وقوفوں کی اولاد دنیا میں سب سے زیادہ خوش نصیب نہ ہو جائیں۔ (جامع ترمذی)

عجمی شیر بن جائیں گے:

145۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں کو عجمیوں (ایرانیوں) سے بھر دے گا لیکن اس کے بعد پھر وقت آئے گا کہ وہ شیر بن جائیں گے وہ تمہارے جنگجوؤں کو قتل کریں گے اور تمہارے چھوڑے مال کھائیں گے۔ (مسند احمد -12874)

۲۴۔ فتنوں میں پسندیدہ طرز عمل

فتنوں سے بچنے کے لیے لوگ پہاڑ پر پناہ لیں گے:

146۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بکریاں ہوں گی جنہیں وہ لیکر پہاڑ کی چوٹیوں اور بارش برسنے کی جگہ پر چلا جائے گا، وہ فتنوں سے اپنے دین کی حفاظت کے لئے وہاں بھاگ کر آجائے گا۔ (صحیح بخاری)

فتنوں میں دو لوگ نجات پائیں گے:

147۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں فتنے

اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح ڈھانپ لیں گے۔نجات پانے والا وہ شخص ہوگا جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہنے والا جو بکریوں کے ریوڑ سے کھائے گا یا وہ شخص جو جہاد کے راستے تلاش کرتا ہوگا اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے اور اپنے مال غنیمت کے مال میں سے کھاتا ہو۔ (السلسلۃ الصحیحۃ -2525)

گھر کی چاردیواری میں پناہ لینا:

148۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے پہلے رات کے تاریک ٹکڑوں جیسے فتنوں کا تذکرہ فرمایا۔انہوں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں میں جم جانا۔(سنن ابوداؤد)

149۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس وقت تم اپنی کمانیں توڑ ڈالو، کمانوں کے تانت کاٹ ڈالو، اپنے گھروں کے اندر چپکے بیٹھے رہو اور آدم کے بیٹے (ہابیل) جیسے ہو جاؤ۔ (جامع ترمذی-2204)

نماز، زکوۃ اور جہاد پر عمل:

150۔ حضرت اُمّ مالک بہزیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنے کا ذکر کیا اور فرمایا کہ وہ بہت جلد ظاہر ہوگا۔ میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! اس وقت سب سے بہترین کون ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وہ آدمی جو اپنے جانوروں کے درمیان ہو، ان کا حق ادا کرنے کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کرتا ہو اور دوسرا وہ آدمی جو اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہو، وہ دشمن کو ڈراتا ہو اور وہ اسے ڈراتے ہوں۔(جامع ترمذی-2177)

اپنی ذات کی فکر کرنا:

151۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھے تھے کہ آپ نے فتنوں کا ذکر کیا۔آپ نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ لوگ اپنے عہد و مواعید میں بے وفائی کرنے لگے ہیں، امانتوں کا معاملہ انتہائی خفیف اور ضعیف ہو گیا ہے (لوگ خائن بن گئے ہیں) اور ان کی آپس کی حالت اس طرح ہوگئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے کے اندر ڈال کر دکھایا (اختلافات بہت بڑھ گئے ہیں)۔عبداللہ کہتے ہیں کہ میں اٹھ کر آپ کے

قریب ہو گیا اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا ہونے والا بنائے، میں ان حالات میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ اپنے گھر کو لازم پکڑنا، اپنی زبان کا مالک بن جانا (خاموش رہنا)، اور نیکی پر عمل کرنا اور برائی سے بچنا اور اپنی ذات کی فکر کرنا اور عام لوگوں کی فکر چھوڑ دینا۔(سنن ابوداوٗد۔4343)

شام اور یمن کو مسکن بنانا:

152۔ حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حالات اس طرح ہو جائیں گے کہ تم لوگ مختلف گروہوں اور لشکروں میں جمع کیے جاؤ گے۔ ایک لشکر شام میں ہوگا، ایک یمن میں اور ایک عراق میں۔ ابن حوالہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے لئے منتخب فرما دیجئے کہ اگر یہ حالات پاؤں تو کہاں سکونت اختیار کروں؟ آپ نے فرمایا کہ شام کو اختیار کر لینا۔ بلاشبہ یہ علاقہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہیں جمع کرے گا لیکن اگر تم اس سے انکار کرو تو پھر یمن کو اختیار کرنا اور اپنے تالابوں کا پانی پینا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شام اور اہل شام کے متعلق (فتنوں سے) ضمانت دی ہے۔(سنن ابوداوٗد-2483)

153۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا، میں نے دیکھا کہ کتاب کا عمود میرے سر کے نیچے سے اٹھایا گیا پھر میں نے گمان کیا کہ اسے لے جایا جا رہا ہے۔ میں نے اپنی نگاہ کو اس کے پیچھے لگائے رکھا پس اس کو شام لے جایا گیا۔ خبردار جب فتنے واقع ہوں گے تو اصل ایمان شام میں ہوگا۔(مسند احمد 12721) (جاری ہے)

من آں علم و فراست با پرِ کاہے نمی گیرم
کہ از تیغ و سپر بیگانہ سازد مردِ غازی را!

ترجمہ: میری نظر میں اُس علم و حکمت کی قیمت گھاس کے ایک تنکے کے برابر بھی نہیں جو مردِ غازی کو تلوار اور ڈھال (عملِ جہاد) سے بیگانہ کر دے۔

علامہ اقبال

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

محمد رشید عمر

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ فرائض نبوت ورسالت کا نچوڑ ہے۔
نبی کریم ﷺ کی چند صفات سورۂ اعراف کی آیت 156 میں ان الفاظ میں بیان کی گئیں ہیں:

يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ

''وہ (نبیٔ اُمی ﷺ) حکم کرتا ہے ان کو نیک کام کا اور منع کرتا ہے ان کو برے کام سے اور حلال کرتا ہے ان کے لیے سب پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں اور اُتارتا ہے ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں جو ان پر تھیں''۔

ختمِ نبوت کے بعد اس فریضہ کی ادائیگی اُمت کے ذمے ہے اگر افرادِ اُمت یہ فریضہ ادا نہیں کر رہے یا اس کی ادائیگی کا تصور ذہنوں میں واضح نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دینی ذمہ داریوں کا تصور ہی مکمل نہیں ہے۔ امت مسلمہ کا فرد ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ یہ فریضہ اس کی زندگی کے کاموں کا لازمی جزو ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ...... (آل عمران: 110)

''تم ہو بہتر سب امتوں سے جو بھیجی گئی ہے عالم میں، حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر''۔

ہر مسلمان ایسی اجتماعیت کا حصہ ہے جس کے لیے لازم ہے کہ وہ زندگی کے ہر گوشہ میں اللہ کے دین پر عمل پیرا ہو۔ اس اجتماعیت کے اصحابِ حل وعقد کی ذمہ داری ہے کہ وہ یہ فریضہ ادا کریں۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ O (حج:41)

''وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو قدرت دیں ملک میں تو وہ قائم رکھیں نماز اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برائی سے اور اللہ کے اختیار میں ہے آخر ہر کام کا''

حالات کا تنزل ان اصحابِ حل وعقد کو کہاں لا کھڑا کرتا ہے۔ اس کی نشاندہی رسول اللہ ﷺ نے فرمادی۔

ترجمہ حدیث: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے پہلے جس نبی کو بھی کسی اُمت پر اللہ نے مبعوث فرمایا تو اس کو امت میں مخلص احباب مل گئے، جو اس کی سنت پر عمل کرتے اور اس کے حکم کی اطاعت کرتے۔ پھر ان کے بعد کچھ ایسے لوگ آئے جن کا عمل ان کے قول کے مطابق نہ تھا اور نہ ہی جن کاموں کا حکم دیے جاتے ان پر عمل کرتے۔ پس جو شخص ان کے ساتھ ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے۔ جو دل کے ساتھ جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور جو زبان کے ساتھ جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر ایمان کا درجہ بھی باقی نہیں۔ (رواہ مسلم۔ ماخوذ از ریاض الصالحین)

ان حالات میں فرمانِ خداوندی کے مطابق

ترجمہ: ''اور چاہیے کہ رہے تم میں ایک جماعت ایسی جو بلاتی رہے نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کریں برائی سے اور وہی ہیں فلاح پانے والے۔ (آل عمران: 104)

ایسے گروہ کے لیے امتیازی کامیابی کی بشارت دی گئی ہے۔ سورہ بقرہ کی پہلی چھ آیات میں مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ والی آیت مبارکہ میں بھی ان حضرات کا ذکر مضمر ہے۔

نیکی کو پروان چڑھانے کے لیے ضروری ہے کہ پوری قوت سے برائی کا قلع قمع کیا

جائے۔اس مقصد کے لیے اللہ کی دی ہوئی قوتوں اور صلاحیتوں کا بھرپور استعمال اگر نہیں ہوگا تو نیکی سمٹتے سمٹتے ناپید کے درجہ پر پہنچ جائے گی۔ برائی تو گندگی کے ڈھیر پر اُگنے والے خودرو پودوں کی طرح پھیلتی ہے اور نظروں کو بھلی لگتی ہے (گندگی کا یہ ڈھیر سودی معیشت ہے) نیکی کی حفاظت بہترین قوتیں اور صلاحیتیں استعمال کیے بغیر ممکن نہیں۔ یہ فریضہ اس قدر اہم ہے کہ خالق کائنات خود یہ کام کرتا ہے۔

ترجمہ: ''اللہ حکم کرتا ہے عدل کرنے کا اور بھلائی کرنے اور قرابت والوں (کے حقوق) دینے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے۔ تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو''۔(النحل:90)

عدل واحسان پر مبنی معاشرہ جس میں درجہ بدرجہ تمام انسانوں ہی نہیں بلکہ تمام مخلوق کے حقوق کا تحفظ یقینی ہو، اس کا قیام ممکن نہیں جب تک بے حیائی، برائی اور سرکش طبیعتوں کا علاج نہ کیا جائے۔ معاشرتی بے حیائی سے بہت بڑھ کر وہ معاشی بے حیائی ہے جس کا نام سود ہے۔ یہ تمام بے حیائیوں کی ماں ہے اور اس وقت طاقتور باطل قوتوں نے پوری دنیا کو اس کے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے۔ ان برائیوں کا خاتمہ کیے بغیر عدل وانصاف ممکن نہیں۔ یہ کام آسان نہیں ہے یا مخصوص ان حالات میں جبکہ برائی کو تحفظ دینے والے اقتدار کے چشموں پر قابض ہوں۔اس لیے خیر چاہنے والوں کے لیے ضروری ہوجاتا ہے کہ وہ ایک جماعت کی شکل میں منظّم ہوں اس جماعت کی قوتیں اور صلاحیتیں برائی کے قلعوں کی دیواروں کو ڈھانے میں کوئی دریغ نہ کریں۔ قوت ووسائل کی کمی اور کمزوری کے خدشات تو جنم لیتے ہیں اور ناصحین بھی حق نصیحت ادا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ لیکن کیا یہ فریضہ ادا کیے بغیر محاسبہ الٰہی کا سامنا کرنا ممکن ہے؟ تو ان کمزوریوں کا علاج کہاں سے ہوگا؟ ان تمام کمزوریوں کا علاج ایمان کی قوت سے ممکن ہے۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ اس کی راہ میں اس کے دیے ہوئے سے ایک دانہ لگائیں گے تو وہ سات سو گنا بڑھا کے دیتا ہے۔ اور وہ صبر کرنے والوں کو بے حساب دیتا ہے۔ یہ ہمارا ایمان ہے۔ تو اگر ہم اللہ کی دی ہوئی قوتوں اور صلاحیتوں کو اللہ کے احکام سے بغاوت یعنی بے حیائی اور برائی کو نیست ونابود کرنے میں استعمال کریں گے تو وہ تمام قوتوں کا مالک ہمیں اپنی قوتوں سے مالا مال کردے گا اس

کے سامنے قلّت و کثرت کوئی معنی نہیں رکھتے۔

ترجمہ: ''بارہا تھوڑی جماعت غالب ہوئی ہے بڑی جماعت پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔ (البقرہ:249)

اس فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ادائیگی سے غفلت کی صورت میں قرآن و حدیث میں اللہ کی رحمت سے دوری اور دعاؤں کی عدم قبولیت کی وعید سنائی گئی ہے۔

ترجمہ حدیث: ''حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں اوّلاً جو کمزوری رونما ہوئی وہ یہ تھی کہ ایک، دوسرے سے ملاقات کرتا اور اسے کہتا اے انسان تو اللہ سے ڈر جو کام تو کر رہا ہے اس کو چھوڑ دے یہ تیرے لیے حلال نہیں ہے۔ پھر دوسرے دن اس کو اسی حالت میں پاتا تو اس کو یہ بات نہ روکتی بلکہ وہ اس کے ساتھ کھانے پینے بیٹھنے میں شامل ہو جاتا۔ جب انہوں نے یہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایک جیسا کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ارشاد خداوندی ہے ''جو لوگ بنی اسرائیل میں کافر ہوئے ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) کی زبان سے لعنت کی گئی۔ یہ اس لیے کہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے تجاوز کرتے تھے (اور) برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے۔ تم ان میں سے بہتوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ آگے بھیجا ہے برا ہے (وہ یہ کہ) اللہ ان سے ناخوش ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ اگر وہ خدا پر، پیغمبر پر اور جو کتاب ان پر نازل ہوئی تھی اس پر یقین رکھتے تو ان لوگوں کو دوست نہ بناتے۔ لیکن ان میں اکثر بدکردار ہیں''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرگز نہیں! خدا کی قسم! تم امر بالمعروف کرو اور نہی عن المنکر کرو۔ ظالم کے ہاتھ کو روکو اور اسے حق بات پر آمادہ کرو اور اس پر پابند کرو وگرنہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کے دلوں کو یکساں کر دے گا۔ پھر تم پر لعنت اتار دے گا جیسے کہ بنی اسرائیل پر لعنت کی''۔

ترمذی کے الفاظ یہ ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جب بنی اسرائیل نافرمانیوں میں مبتلا ہو گئے تو ان کو ان کے علماء نے منع کیا لیکن وہ باز نہیں آئے۔ پھر علماء ان کی مجلسوں میں ان کے ساتھ بیٹھنے لگے اور ان کے ہم نوالہ و ہم پیالہ بن گئے تو اللہ پاک نے ان کے دلوں کو سیاہ کر دیا اور سب کے دلوں کو یکساں کر دیا اور داؤد اور عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) کی زبان سے ان کو ملعون قرار

دیا۔اس لیے کہ وہ نافرمان تھے اور حدود سے متجاوز ہوگئے۔ (راوی کہتا ہے) کہ رسول اللہ ﷺ ٹیک لگائے بیٹھے تھے کہ آپ اٹھ بیٹھے اور آپ نے فرمایا ’’تمہیں قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، تمہیں ان کو حق پر آمادہ کرنا ہوگا‘‘۔ (ریاض الصالحین)

ترجمہ حدیث: حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنا بہترین جہاد ہے۔ (ابوداؤد اور ترمذی۔ریاض الصالحین)

ترجمہ حدیث: حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص برائی کو دیکھے وہ اس کو ہاتھ (کی قوت) سے روکنے کی کوشش کرے۔ اگر اس کی استطاعت نہیں تو زبان سے منع کرے اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل میں برا جانے۔ یہ ایمان کا معمولی درجہ ہے۔ (رواہ مسلم)

اس حدیث مبارکہ کی تشریح کرتے ہوئے مولانا تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنے دائرۂ اختیار میں جہاں ضرورت ہو اس فریضہ کو ادا کرے۔ گھر کے سربراہ کو اپنے اہل وعیال اور ادارے کے سربراہ کو اپنے ماتحتوں کے اخلاق واعمال کی اصلاح کرنے میں کیا چیز مانع ہوسکتی ہے۔

اس ذمہ داری کی ادائیگی کی اہمیت جاننے کے لیے اجتماعی قومی اعمال کا معروفات اور منکرات کے حوالے سے چٹھا تیار کرنے کی ضرورت ہے معروفات اگر کوئی ہوں گی بھی تو درج ذیل منکرات کی موجودگی میں وہ بے وزن اور غیر موثر ہو کے رہ گئی ہیں۔

1۔ ترجمہ: ’’بعضے ان میں وہ ہیں کہ عہد کیا تھا اللہ سے اگر دیوے ہم کو اپنے فضل سے تو ضرور خیرات کریں اور ہو یں نیکی والوں میں۔ پھر جب دیا ان کو اپنے فضل سے تو اس میں بخل کیا اور پھر گئے ٹلا کر پھر اس کا اثر رکھ دیا نفاق ان کے دلوں میں جس دن تک کہ وہ اس سے ملیں گے۔ اس وجہ سے کہ انھوں نے خلاف کیا اللہ سے جو وعدہ اس سے کیا تھا اور اس وجہ سے کہ بولتے تھے جھوٹ‘‘۔ (توبہ 76-77)

منافقت کی تین نشانیاں یعنی جھوٹ، خیانت، وعدہ خلافی، اِلا ماشاء اللہ ہمارے معاشرے میں جتنا کوئی بڑا ہے اتنا ہی زیادہ ان اخلاقی بیماریوں کا شکار ہے۔ ایسی منافقت کا شکار

معاشرہ درج ذیل فرمانِ خدا کی تصویر بنا ہوا ہے۔

ترجمہ: منافق مرد اور منافق عورتیں سب کی ایک چال ہے، سکھائیں بات بری اور چھڑائیں (منع کریں) بھلی بات (سے) اور بند رکھیں اپنی مٹھی۔ بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا ان کو۔ تحقیق منافق وہی ہیں نافرمان۔(توبہ 67)

2۔ ملک عزیز کا ہر فرد قومی سطح پر لاکھوں کے سودی قرض کا مقروض ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، ترجمہ: ''پھر اگر نہیں چھوڑتے (سود) تو تیار ہو جاؤ اللہ اور رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے''۔ جن کے خلاف اللہ اور رسول جنگ کا اعلان کر دے انہیں امن کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔

3۔ ہمارا عدالتی نظام اسلامی شرعی قوانین کی بجائے انگریزوں کے قانون پر چل رہا ہے۔ اللہ کا فتویٰ ایسے لوگوں کے لیے یہ ہے۔ ترجمہ: ''جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔ وہ ظالم ہیں۔ وہ فاسق ہیں۔(سورہ مائدہ 44-45-47)

4۔ اللہ تعالیٰ فحاشی عریانی اور بے حیائی سے منع کرتا ہے۔ مردوں اور عورتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں لیکن ہمارا نظام حکمرانی ENTERTAINMENT کے نام پر بے حیائی کی سرپرستی کر رہا ہے۔ اداروں میں غیر محرم مردوں اور غیر محرم عورتوں کے اختلاط پر کوئی روک ٹوک نہیں بلکہ لازمی کوٹہ مقرر ہے۔ معاملات نظر بازی سے آگے جا چکے ہیں۔

5۔ تعلیمی اداروں میں آرمی پبلک سکول میں دہشت گردی کا ڈرامہ رچا کر سیکولر اندازِ فکر کو پروان چڑھانے کے لیے دروازے کھول دیے گئے۔ 2007ء کی آکسفورڈ ڈکشنری میں سیکولرزم کے معانی ہی یہ ہیں کہ تعلیمی اداروں میں معاملات کو سمجھنے میں اللہ اور آخرت کو زیرِ غور ہی نہیں لایا جائے۔

6۔ اجتماعی سطح پر نماز اور زکوٰۃ کے نظام کے قیام کا تصور تک موجود نہیں ہے۔

7۔ طاقتور کا کمزوروں پر ظلم الگ کہانی ہے، جس کے نمونے سوشل میڈیا پر آئے دن با تصویر نشر ہوتے رہتے ہیں۔

8۔ حد تو یہ ہے کہ با قاعدہ قانون سازی سے سدوم اور عامورہ کی بستیوں جیسا ہم جنس پرستی

کا ماحول پیدا کیا جا رہا ہے۔

9۔ عوام کا دین اور ہے حکمرانوں کا دین اور ہے۔ایک عام آدمی کا دین اور ہے فرقوں اور جماعتوں کا دین اور ہے۔ دین پہ چلنے کے اعتبار ہر کسی کی اپنی ریسپی ہے۔ ایسے لوگوں کا مقدمہ آخرت میں شدید ترین عذاب اور دنیاوی زندگی میں ذلت ورسوائی کے سوا اور کچھ نہیں۔

ان سب کبیرہ جرائم کی موجودگی میں

ع ہوئے تم جس کے دوست اس کا دشمن آسمان کیوں ہو

اس قوم کو تباہی بربادی سے دوچار کرنے کے لیے کسی بیرونی حملہ آور کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سب کچھ اس ملک میں ہو رہا ہے۔ جس میں 96% مسلمان آباد ہیں جس کے حکمران عمرہ، حج اور روضۂ رسول ﷺ پر حاضری اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ اور عوام مومنین مسلمین حاجی نمازی روزے دار زکوٰۃ دینے والے، دعوات اسلامیہ کے کارکنان، مُبلّغینِ دین، عاشقانِ رسول اور محافظین ختمِ نبوت اور مجاہدین ہیں اور جس کے علماء اور شیوخ کے ناموں کے ساتھ ولیٔ زمانہ، فقیہ عصر، امام زمانہ، شیخ الاسلام اور معلوم نہیں کیا کچھ لکھا جاتا ہے۔ ان سب کی موجودگی میں کفر، ظلم، فسق وفجور اور اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ جاری ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو''اے ایمان والو! تم صرف اپنا خیال رکھو تمہیں وہ لوگ ضرر نہیں پہنچا سکتے جو گمراہ ہو گئے۔ جب تم ہدایت پر رہو گے''۔ (مائدہ: 105) اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جب لوگ ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ عذابِ خداوندی ان سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

آج یہ سب جانتے بوجھتے اس فریضہ کی ادائیگی سے کوتاہی برتی جا رہی ہے۔ دین کا کوئی فریضہ جس قدر اہم ہوتا ہے اس کو ادا کرنے کے راستے میں شیطان اور شیطانی قوتوں کی مزاحمت بھی اسی قدر شدید ہوتی ہے۔ اس فریضہ کی ادائیگی میں بڑی رکاوٹ انسان کا نفس بنتا ہے۔ شیطان اس کو ایسی پٹیاں پڑھاتا ہے کہ اس فریضہ کو ادا کرنے کی جرأت اور ہمت پیدا ہی نہیں ہونے دیتا۔ مزید نزغ الشیطان کا اندیشہ بھی ہر وقت لگا رہتا ہے۔ چنانچہ یہ کام کرتے ہوئے اللہ کی

یاد سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ یہ فریضہ اس قدر سچا اور اہم ہے کہ اس کو ادا کرنے والوں کی آوازوں سے نظام باطل کے ایوانوں میں لرزہ طاری ہو جاتا ہے، وہ پوری قوت سے ایسی زبانوں کو بند کر دینا چاہتے ہیں، داعیان حق کی آزمائشوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ مذکورہ بالا مومنین مسلمین، حاجی نمازی، دعواتِ اسلامیہ کے کارکنان، مُبلّغینِ دین، عاشقانِ رسول ﷺ، اولیائے زمانہ، شیوخ الاسلام جو اپنے اپنے مقام و مرتبہ کے مزے لے رہے ہیں ان کو جان لینا چاہیے کہ جس طرح اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد، اب اگر آج کے فرعونوں کی ناک رگڑوانی ہے تو یہ منزل بگرام کے جیل خانوں اور گوانتاناموبے کے عقوبت خانوں سے گزر کر ہی حاصل ہوتی ہے۔ فرمانِ رسول ﷺ کی صداقت کا ظہور کہ آخری دور اسلام کے غلبہ کا ہے، تو اس کے لیے ایسی ہی جدوجہد ناگزیر ہے۔

علم اور دین

وہ علم اپنے بتوں کا ہے آپ ابراہیم
کیا ہے جس کو خدا نے دل و نظر کا ندیم
زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک
دلیلِ کم نظری قصۂ جدید و قدیم
چمن میں تربیتِ غنچہ ہو نہیں سکتی
نہیں ہے قطرۂ شبنم اگر شریکِ نسیم
وہ علم، کم بصری جس میں ہمکنار نہیں
تجلّیاتِ کلیم و مشاہداتِ حکیم!

(کلیاتِ اقبال، ضربِ کلیم)

تربیتِ اولاد کے اسلامی اُصول

شیخ محمد بن جمیل زینو رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حافظ خالد حیات محمود

داڑھی بڑھانا ضروری ہے:

ا: بنی نوعِ انسان کو راہِ راست سے دور رکھنے کے لیے شیطان نے اپنے جن ہتھکنڈوں کو چلانے کی دھمکی دی تھی ان میں سے ایک کے متعلق حق باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾[النساء: ۱۱۹]

''اور میں (شیطان) لوگوں کو حکم دوں گا پس وہ میرے کہنے پر الٰہی ساخت میں تبدیلی کریں گے۔''

اور داڑھی مونڈنا اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیز میں اس کی مرضی کے خلاف تبدیلی کرنا ہے جو سراسر شیطان کی اطاعت ہے۔

۲: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾[الحشر: ۷]

''اور تمھیں جو کچھ رسول دے لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ۔''

یہ حقیقت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے اور اس کے مونڈنے سے روکا ہے۔

۳: رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((جُزُّوا الشَّوَارِبَ، وَأَرْخُوا اللِّحٰى خَالِفُوا الْمَجُوسَ))(رواه مسلم)
''غیر مسلم مجوسیوں کی مخالفت کرتے ہوئے مونچھوں کے جو بال ہونٹوں سے بڑھ جائیں ان کو کاٹ دو اور داڑھی کو خوب بڑھاؤ۔''

۴: رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:
((عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ ...... الخ.))(رواه مسلم)
''دس کام عین فطرت کے مطابق ہیں: مونچھوں کا کاٹنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں صفائی کی خاطر پانی چڑھانا، بڑھے ہوئے ناخنوں کو کاٹنا......الخ''

اگر داڑھی کا بڑھانا ایک فطرتی امر ہے تو پھر اس کا مونڈنا حرام قرار پاتا ہے۔
لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، (رواه البخاری)
''رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مثل بننے کی کوشش کرتے ہیں۔''

داڑھی کا مونڈنا یقیناً عورتوں کے مشابہ ہونے کے مترادف ہے اور یہ کام اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا باعث بنتا ہے۔

٦: وہ آدمی جنہوں نے اپنے بادشاہوں کے کہنے پر اپنی داڑھیوں کو منڈوا اور مونچھوں کو بڑھا رکھا تھا، ان کو مخاطب کر کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:
((لكني أمرني ربي عز وجل أن أعفي لحيتي، وأن أقص شاربي.)) (حسن، رواه ابن جرير)
''میرے عزت والے اور بلند و بالا ربّ نے تو مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم دے رکھا ہے۔''

چونکہ داڑھی بڑھانے کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دیا گیا ہے، لہٰذا اس پر عمل کرنا واجب وضروری ہے۔

☆ قربِ قیامت کی یہ نشانی ہوگی کہ آدمی بیوی کا فرمانبردار اور ماں کا نافرمان ہوگا اور

اپنے باپ کو دور ہٹائے گا۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا

اگر آپ دنیا و آخرت کی کامیابیوں اور کامرانیوں کو سمیٹنا چاہتے ہو تو مندرجہ ذیل نصیحتوں کو پلے باندھ لیں اور ان پر سختی سے عمل کریں:

۱: اپنے والدین کو ادب واحترام سے مخاطب کریں اور اپنی زبان پر ان کے لیے اُف تک نہ لائیں اور نہ ہی ان کو جھڑک کر جواب دیں، بلکہ پیار بھرے نرم لہجہ کے ساتھ ان سے گفتگو کریں۔

۲: ہر وہ کام جس میں اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی نہیں ہے اس میں اپنے والدین کی ہمیشہ اطاعت وفرمانبرداری کرتے رہیں۔ کیونکہ یہ اصولی بات ہے کہ جس کام میں خالق کائنات کی نافرمانی ہونے کا اندیشہ ہو اس میں مخلوق میں سے کسی فرد کی بھی اطاعت جائز نہیں ہے۔

۳: والدین کے ساتھ لطف و پیار اور احترام ومحبت کا رویہ اختیار کریں اور تیوری چڑھائے ہوئے ترش چہرہ کے ساتھ ان کے سامنے آنے سے اجتناب کریں اور غصہ کی حالت میں ان کو تیز نظروں کے ساتھ گھور کر مت دیکھیں۔

۴: اپنے والدین کے مال، عزت وآبرو اور ان کی شہرت و نیک نامی کے امین بنیں اور ان کی اجازت کے بغیر کسی چیز کو ہاتھ تک نہ لگائیں۔

۵: والدین کے حکم کا انتظار کیے بغیر ہر وہ کام کر گزریں جس سے ان کو دلی مسرت حاصل ہوتی ہو، مثال کے طور پر ان کی خدمت کرنا، ان کی ضروریاتِ زندگی کا خیال رکھنا اور طلب علم میں نہایت لگن کے ساتھ انتھک محنت کرنا۔

۶: ہر کام کی ابتدا سے پیشتر والدین سے مشورہ کریں، اگر کوئی کام کسی وجہ سے ان کی مرضی کے خلاف ہو جائے تو اس کے لیے ان سے معذرت کریں۔

۷: والدین جب تمھیں کسی کام کے لیے بلائیں تو مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ۔ ’’جی اباجی‘‘، ’’جی امی جان‘‘ کہہ کر جواب دیں اور ممی، ڈیڈی، پاپا اور ماما ایسے غیر مسلموں کے رائج کردہ الفاظ کے استعمال سے گریز کریں۔

۸: والدین کے عزیز واقارب اور دوست واحباب کا ادب، احترام ان کی زندگی میں اور

ان کے دنیا سے کوچ کر جانے کے بعد بھی برابر بجالاتے رہیں۔

۹: والدین کے ساتھ جھگڑا و جدال سے اجتناب برتیں اور کسی معاملہ میں بھی ان کو قصور وار ٹھیرانے کی بے سود کوشش نہ کریں اور بڑے ادب کے ساتھ اپنے نقطۂ نگاہ کو ان کے سامنے واضح کرنے کی کوشش کریں۔

۱۰: کسی کام میں اپنے والدین کا مقابلہ نہ کریں اور نہ ہی ان کے سامنے کڑک کر بولیں، بلکہ بڑے ادب کے ساتھ ان کی بات کو خاموشی سے سنیں اور ان کے احترام کے پیش نظر اپنے بہن بھائیوں میں سے کسی کو پریشان اور تنگ نہ کریں۔

۱۱: والدین کی آمد پر اٹھ کر ان کا استقبال کریں اور ان کے سر کو بوسہ دیں۔

۱۲: گھر کے کام کاج کی انجام دہی میں اپنی والدہ سے تعاون کریں اور اسی طرح والد کا ہاتھ بٹانے میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

۱۳: کام چاہے کتنی اہمیت کا حامل کیوں نہ ہو والدین کی اجازت کے بغیر اس کی انجام دہی کے لیے سفر پر ہرگز نہ نکلیں اور اگر ان کو بتائے بغیر کسی سفر پر جانا پڑے تو اس کے لیے فوراً ان سے معذرت طلب کریں اور گھر سے دور ہونے کی صورت میں والدین کی خیریت دریافت کرنے کے لیے مسلسل ان سے رابطہ رکھیں۔

۱۴: والدین کی اجازت کے بغیر ان کی آرام گاہ میں نہ جائیں اور اگر وہ سو رہے ہوں یا آرام کر رہے ہوں تو اس صورت میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں۔

۱۵: اگر آپ سگریٹ نوشی کے مرض میں مبتلا ہو چکے ہوں تو کم از کم ان کے سامنے سگریٹ نوشی سے پرہیز کریں۔

۱۶: والدین سے پہلے کسی چیز کو تناول نہ کریں اور ماکولات و مشروبات میں سے بہتر اور اچھی چیز ان کی خدمت میں پیش کریں۔

۱۷: جھوٹی بات والدین کی طرف منسوب نہ کریں اور اگر ان سے کوئی ایسا عمل سرزد ہو جائے جو تمھیں ناگوار گزرتا ہو تو اس پر انھیں برا بھلا نہ کہیں۔

۱۸: والدین کے مقابلہ میں بیوی بچوں کے ساتھ ترجیحی سلوک نہ کریں، زندگی کے ہر

معاملہ میں ان کو خوش رکھنے کے لیے ان کی رضا جوئی کا پورا پورا خیال رکھیں، اس لیے کہ والدین کی رضا میں ہی خالق کائنات کی رضا ہے اور ان کی ناراضگی ہی دراصل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنتی ہے۔

۱۹: اپنے بیٹھنے کے لیے والدین سے بہتر جگہ کا انتخاب نہ کریں اور جب تک وہ بیٹھے رہیں تب تک ان کے سامنے فخریہ انداز میں ٹانگیں پھیلا کر بیٹھنے سے مکمل احتراز کریں۔

۲۰: آپ چاہے کتنے بڑے افسر ہی کیوں نہ ہو جائیں اپنے والدین کی طرف اپنی نسبت ظاہر کرتے ہوئے ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں اور ان کے احسانات کو ہرگز فراموش نہ کریں اور اپنی کسی حرکت یا بات سے ان کی دل آزاری سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

۲۱: تمہارے لیے یہ بات یقیناً باعث شرم وندامت ہوگی کہ تم اپنے والدین کے ساتھ ایسا کنجوسانہ رویہ اختیار کرو کہ وہ تمہارے ساتھ تمہاری ہی کنجوسی کا گلہ وشکوہ کرنے لگیں۔ یہ بات اچھی طرح اپنے ذہن میں بٹھالیں کہ اگر تم آج اپنے والدین کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھے ہوئے ہو تو کل تمھیں بھی اپنی اولاد سے ایسے ہی سلوک کی امید رکھنا ہوگی، کیونکہ یہ فطرت کا قانون ہے کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

۲۲: کثرت کے ساتھ والدین کی زیارت کو اپنا معمول بنالیں اور ان کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ تحائف پیش کیا کریں اور تمہارے والدین تمہاری خاطر جن بے شمار مصائب ومتاعب سے دوچار رہے ہیں اس پر ان کے ہمیشہ شکرگزار رہیں۔ اب تو ویسے بھی اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں جن مشکلات کا تمھیں سامنا کرنا پڑ رہا ہے اس سے خوب اندازہ ہو گیا ہوگا کہ تمہارے والدین نے تمہارے لیے کیا کچھ کیا اور کیا کچھ جھیلا ہے۔

۲۳: لوگوں میں سے تیرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار تیری ماں ہے، پھر تیرا باپ اور اس بات کو خوب اچھی طرح جان لو کہ جنت ماں کے پیروں تلے ہے (یعنی ماں کی خدمت سے جنت ملتی ہے)۔

۲۴: والدین کی نافرمانی سے بچو اور ان کی ناراضگی کو کسی قیمت پر مول نہ لیں، ورنہ دنیا وآخرت میں بدبخت ونامراد ہو جاؤ گے۔ یہ حقیقت ہے کہ جس قسم کا سلوک تم اپنے والدین سے

روا رکھو گے ویسا ہی برتاؤ تمہارے بچے تمہارے ساتھ کریں گے۔

۲۵: والدین سے جب کسی چیز کا مطالبہ کرنا چاہیں تو نہایت ادب واحترام سے کریں اور اگر وہ تمھیں تمہاری مطلوبہ چیز عنایت کردیں تو ان کا شکریہ ادا کریں۔ اگر وہ تمہارا مطالبہ پورا کرنے سے معذرت کریں تو ان کی معذرت کا پاس کریں اور مطالبات کی بھرمار سے ان کو پریشان خاطر کرنے کی بھی کوشش نہ کریں۔

۲۶: جب آپ روزی کمانے کے قابل ہوجائیں تو پھر کسی نہ کسی کسب کے ذریعہ اپنے والدین کا ہاتھ بٹائیں۔

۲۷: تمہارے والدین کے تمہارے ذمے یقیناً کچھ حقوق ہیں، اسی طرح تمہاری بیوی کی طرف سے بھی تمہارے اوپر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، لہٰذا تمھیں ہر ایک کے حقوق کو پوری ذمہ داری سے ادا کرنا ہوگا اور اگر تمہارے والدین اور تمہاری بیوی کے درمیان کبھی کوئی اختلاف کی صورت پیدا ہوجائے تو اسے بڑے احسن طریقہ سے ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں اور ہر ایک دوسرے کے علم میں لائے بغیر ہر دو جانب کی خدمت میں تحفہ وتحائف بھی پیش کرتے رہیں۔

۲۸: تمہارے والدین کے تمہاری بیوی کے ساتھ اختلاف کی صورت میں تمھیں ایک حکیم ودانا آدمی کا کردار ادا کرنا ہوگا اور اگر تم محسوس کرو کہ حق کا پلڑا تمہاری بیوی کی جانب جھک رہا ہے تو اپنی بیوی پر اس بات کو دوٹوک الفاظ میں واضح کردیں کہ میں تمہارے حق پر ہونے کی وجہ سے تو یقیناً تمہارے ساتھ ہوں، لیکن میرے لیے اپنے والدین کو راضی رکھنا بھی ہر حال ضروری ہے۔

۲۹: اگر کسی لڑکی سے شادی کرنے یا اپنی بیوی کو طلاق دینے کے مسئلہ پر تمہارا اپنے والدین سے کوئی اختلاف ہوجائے تو ان حالات میں شریعت الٰہی پر اپنا فیصلہ چھوڑ دو، کیونکہ شریعت الٰہی اختلافات کو دور کرنے کے سلسلہ میں تم سب کی بہتر طور پر رہنمائی کرسکتی ہے۔

۳۰: بچوں کے حق میں والدین کی دعا ہو یا بددعا، دونوں ہی اللہ رب العزت کے ہاں بہت جلد شرفِ قبولیت حاصل کرلیتی ہیں، لہٰذا اپنے آپ کو ان کی بددعا سے ہر ممکن بچانے کی کوشش کریں۔

۳۱: عام لوگوں کے ساتھ بھی تمھیں ادب واحترام کے ساتھ ہی پیش آنا چاہیے، کیونکہ جو کوئی دوسروں کو برا بھلا کہے گا تو وہ بھی یقیناً جواب میں اس کو برا بھلا ہی کہیں گے۔ پیارے نبی

جناب محمد ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((من الكبائر شتم الرجل والديه، قالوا: يا رسول الله، وهل يشتم الرجل والديه ؟ قال: ((نعم، يسبّ أبا الرجل، فيسبّ أباه، ويسبّ أمّه، فيسبّ أمّه.)) (متفق عليه)

”آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے، صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آدمی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ فرمایا: ہاں، وہ اس طرح کہ جب وہ کسی دوسرے انسان کے باپ کو گالی دے گا تو وہ بھی جواب میں اس کے باپ کو گالی دے گا اور جب وہ دوسرے آدمی کی ماں کو برا بھلا کہے گا تو وہ بھی جواب میں اس کی ماں کو برا بھلا ہی کہے گا۔“

۳۲: والدین سے ملاقات اور ان کی زیارت کا سلسلہ ان کی زندگی میں کبھی بھی منقطع نہ ہونے پائے اور ان کے دنیا سے کوچ کر جانے کے بعد بھی ان کی قبر پر جا کر ان کے حق میں دعا کر کے اپنے اس معمول کو برقرار رکھیں اور ان کی طرف سے باقاعدگی کے ساتھ صدقہ وخیرات بھی کرتے رہیں اور ان کے حق میں اکثر یہ دعا کیا کریں:

((رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ، رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا.))

”اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو معاف کردے، پروردگار میرے والدین کے حال پر اس طرح رحمت فرما جس طرح انھوں نے میرے بچپن کے زمانہ میں مجھے محبت وشفقت سے نواز کر میری تربیت و پرورش کی۔“

(تمام شد)

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

ٹرانس جینڈر پروٹیکشن ایکٹ

مولانا محمد انور چیمہ
ایم ایس سی ایگری کلچر یونیورسٹی، فاضل درسِ نظامی جامعہ رضویہ فیصل آباد،
فاضل اسلامک لا انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد

اللہ تعالیٰ نے رنگا رنگ کی دنیا بسائی ہے جہاں آسمان سورج چاند ستاروں سے سجایا وہاں زمین بنا کر اس میں پہاڑ ریگستان ندیاں نالے لہلاتے سر سبز کھیت بنائے یہ قدرت کے کارخانے کا حسن ہے کہ کیسے کیسے پھول بنائے کوئی کالا کوئی سفید گلابی کوئی نیلا کوئی پیلا ہے۔ انسان کو دیکھ لیں کوئی کالا ہے کوئی گورا کوئی گونگا کوئی بہرہ کوئی صحت مند کوئی بیمار معذور عورت بھی مرد بھی وہاں خواجہ سرا بھی۔ اس مالک وحدہ لاشریک کے کام ہیں اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ جہاں مرد کے حقوق ہیں وہاں عورت حقوق ومرتبہ کے ساتھ مختص ہے یہ عورت کی شان ہے کہ اس کو پیغمبر کی ماں بننے کا شرف حاصل ہے مومنوں کی مائیں ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ عورت سامنے سے آ رہی ہو تو مرد راستہ چھوڑ کر ایک طرف خاموش ہو کر نظریں نیچی کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ عورت اتنی قدر و قیمت والی ہے۔ نسل انسانی کی عزت وغیرت عورت میں پنہاں ہے شاید اسی لیے اپنے آپ کو چھپا کر رکھتی ہے۔ اتنے بلند مرتبہ حقوق کے ہوتے ہوئے ''میرا جسم میری مرضی'' کا نعرہ لگا کر حقوق مانگے تو خود ہی سوچ لیں حقوق نہیں مانگے جا رہے کچھ اور ارادے ہیں۔

خواجہ سرا کی تین اقسام ہیں ایک قسم جو نسوانیت کی طرف مائل ہے، دوسری قسم بظاہر مردوں جیسا لب ولہجہ ہے تیسری قسم جس کی تقسیم مشکل ہے اسے 'خنثیٰ مشکل' کی اصطلاح سے علماء وفقہاء یاد کرتے ہیں۔ فقہاء نے جہاں حقوق انسانی کی بات کی ہے وہاں خواجہ سرا کے حقوق

وضاحت کے ساتھ بیان فرمانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ یہ کہنا بھی مناسب نہیں لگتا کہ ہمارے معاشرے میں خواجہ سرا کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ مسلمان معاشرے میں تو خواجہ سرا کسی کے گھر چلا جائے تو گھر والے خوش ہو کر اس کی خدمت کرتے ہیں تحفہ بھی پیش کرتے ہیں اور جاتے وقت دعا کی درخواست بھی کرتے ہیں۔ خواجہ سراؤں کو تو وہ اعزاز حاصل ہے جسے بڑے بڑے بادشاہ ترستے ہیں۔ سرورِ کونین ﷺ کے روضۂ انور کے اندر کا انتظام و انصرام خواجہ سرا کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ کئی الائشوں سے پاک ہوتے ہیں۔ عوام انہیں اللہ لوک معصوم سمجھتے ہیں؟ اکثر خواجہ سرا مزارات مساجد اور درگاہوں پر خدمت گار نظر آتے ہیں۔ جہاں تک گانے بجانے کی بات ہے وہ تو اچھے بھلے صحت مند لوگ خواجہ سراؤں سے زیادہ گانے بجانے کے اس لچر فعل میں شامل ہیں۔ مرد ہو عورت ہو یا خواجہ سرا قرآن وسنت نے ہر ایک کے حقوق مقرر کیے ہیں جو اسے بجالانے فرض ہیں۔ ان حقوق و فرائض کی ادائیگی سے راہ فرار تلاش کرنے کے لیے ایسی مہمل اور مجہول اصطلاحیں (ٹرانس جینڈر) استعمال کر کے بل پیش کیے جاتے ہیں۔ کیا اپنی قومی زبان میں یوں نہیں کہا جاسکتا تھا کہ ''خواجہ سرا حقوق بل'' اصل میں ایسی لایعنی اصطلاحیں استعمال کرنا مغربی آقاؤں کی رضا حاصل مقصود ہوتا ہے نام کوئی اور ہوتا ہے کام کوئی اور ہوتا ہے۔ اگر ٹرانس جینڈر بل میں کسی کلاس کے حقوق کے تحفظ کی بات مقصود ہوتی تو سیدھا سیدھا اس کلاس کا نام لیا جاتا۔ بیرونی ایجنسیوں این جی اوز اور دین بے زار آزاد منش لوگوں نے خواجہ سرا کلاس کو ناچ گانے کی طرف جانے میں حوصلہ افزائی کی ہے۔ اسلام کی نظر میں احمر واسود سب برابر ہیں۔ یورپ اور امریکہ کے اقتدار سے قبل دنیا میں اس کلاس کے کئی افراد بڑے بڑے اہم عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ اس بل کے پیٹ میں بہت کچھ چھپا رکھا ہے۔ ع چہرہ روشن اندرون چنگیز سے تاریک تر

ٹرانس جینڈر پروٹیکشن ایکٹ (جنسی تبدیلی کے حقوق کی حفاظت کا قانون) کے ذرا اندر جھانکیں اور غور سے سیکشن 2(M iii) کو پڑھیں صاف لکھا ہوا ہے ''اگر آپ پیدائشی طور پر مرد کامل یا مکمل عورت ہیں اب آپ کی مرضی بنی ہو یعنی مرد چاہے عورت بننا یا عورت مرد بننا چاہے تو نادرا میں جا کر بیان دے اسی صنف کا شناختی کارڈ بن جائے گا۔ کسی میڈیکل چیک اپ کی ضرورت نہیں اب آپ مرد ہیں (یہ ایک ایسا کردار ہے جس سے ہم جنس پرست ممالک کی صف میں شامل ہونے

کا راستہ صاف ہوگیا) کہتے ہیں کہ 9 مئی 2018ء کو جب یہ بل پیش ہوا تو اُس وقت کے سپیکر صاحب نے ہاؤس میں یہ خطبہ پڑھا ''ہاؤس کی اس مثبت فضا میں بل پاس ہو رہا ہے اب بلا تاخیر میں بل کو ووٹنگ کے لیے پیش کرتا ہوں'' بل بالاتفاق پاس ہوگیا۔ ایک ووٹ بھی مخالفت میں نہ پڑا۔ بڑے بڑے نامور نیشنل اسمبلی کے ممبر ہمنوا ''گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے'' اب عوام کو سوچنا چاہیے کہ ہم نے کس مخلوق کو ووٹ دے کر اپنے امام بنالیے ہم عوام اس کردار کی ذمہ داری سے بری نہیں ہوسکتے۔ 2 سال تک اس بل کے پاس ہونے کی کان وکان کسی کو خبر نہ ہوئی۔ مارچ 2020ء کو انٹرنیشنل کمیشن آف جیورسٹ نے دنیا کو خوشخبری سنائی اور پاکستان کو مبارک دی کہ پاکستان اب ان ممالک کی صف میں شامل ہوگیا ہے جو ہم جنس پرستوں کے لیے راہ ہموار کر رہے ہیں۔ یہ کس قدر لا الٰہ اِلا اللہ کے نام پر بننے والے مسلمان ملک کے منہ پر طمانچہ ہے کہ تم ہو وہ مسلمان جن کو دیکھ کر شرمائیں یہود۔ اس کے علاوہ یہ قانون عوام الناس میں فسادات کی جڑ بنے گا۔ وراثت کے جھگڑے اٹھیں گے۔ 4 بچوں کی ماں اب مرد بن کر اپنے بھائیوں کے برابر کھڑی ہوکر برابر کا حصہ مانگے گی۔ اب وہ مرد برابر کا بھائی ہے۔ اب بھائی اسے کیسے اپنے برابر کا بھائی سمجھ کر حصہ دیں گے۔ جھگڑا صرف دیوانی نہیں رہے گا قتل و غارت ہوگی۔ دیوانی اور فوجداری عدالتوں پر اور لوڈ بڑھ جائے گا کرائم بڑھے گا، بدامنی بڑھے گی بے چین زندگی مشکل ہوجائے گی۔ بے چین زندگی میں انسان خدا کو بھول جاتا ہے اور یہی کفر کا ایجنڈا ہے جس کی تکمیل ہم اپنے ہاتھوں کر رہے ہیں۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ اب تک حکومتی لیول سے چاہے اقتدار میں ہیں چاہے اپوزیشن میں اس بل کے خلاف سی تک کیا اف تک نہیں ہوا۔ سب رضا کا پیالہ پی کر خاموش ہیں۔ عوام الناس اور علماء کرام کی دُہائی کون سنتا ہے۔ عوام نے تو اپنے ہاتھ کٹوا کر اسمبلیوں میں بھیج دیے۔ اب پچھتائے کیا بنے، جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

ایسا غیر اسلامی سوچ کا حامل بل جو اسلامی آئین پاکستان کے خلاف پاس ہوجانے سے ہم جنس پرستوں کی چہیتی ایجنسیوں نے ایک بہت بڑا معرکہ سر کرلیا ہے۔ پاکستان میں اسلامی تہذیب کے تنا آور شجر پر آرا چلایا گیا ہے۔ اب پاکستان میں میرا جسم میری مرضی کی ہم خیال ایجنسیوں کے لیے کھل کر ہم جنس پرستوں کے سات رنگے جھنڈے لہرانے کے لیے راستے

آسان ہوگئے۔ بیرونی طاقتوں کوایسی این جی اوز کو براہ راست فنڈنگ کرنے کا راستہ آسان ہوگیا ہے۔لیکن جس معاشرے میں ہم رہ رہے ہیں سندھ ہو بلوچستان، کے پی کے ہو پنجاب ہو یا باقی پاکستان کے صوبے آزاد کشمیر سمیت کسی صورت عوام اس قانون کو قبول نہ کرے گی۔ یہ عین ممکن ہے کہ ایمانی قوت سے کوئی چنگاری اٹھے اور حکومت کا جینا حرام کردے۔اب سوچنا پڑے گا کہ جب قرآن وسنت سرکار دوعالم ﷺ کا اُسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔قیامت کے روز جب پوچھا جائے گا کہ تم نے ہم جنس پرستوں کی حمایت کیوں پسند کی جب قرآن مجید میں واضح الارم کی صورت میں حکم موجود ہے وَلُوطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ (الاعراف:۸۰) ''حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ایسا فحش کام کرنا چاہتے ہو جو تم سے پہلے دنیا جہاں میں کسی نے نہیں کیا''۔

کاش کہ اس وقت کے سپیکر صاحب ہاؤس کے سامنے قرآن مجید کی یہی آیت پڑھ دیتے تو ہم جنس پرست ممالک کی ہم نوا ایجنسیوں کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جاتے اور دنیا میں چرچا ہوتا کہ پاکستان ایک مضبوط اسلامی ملک ہے۔

مقتدر لوگوں سے میری التماس ہے کہ اب بھی وقت ہے اس بل کو قلم زن کیا جائے، اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی جائے علماء وفقہاء نے قرآن وسنت کی روشنی میں خواجہ سرا کے حقوق پر جو کام کیا ہے اسے مدنظر رکھ کر خواجہ سراؤں کو حقوق دیے جائیں، وہ بھی ہمارے برابر کے بھائی بندے ہیں، اگر ہم نے توبہ نہ کی اکڑے رہے اور ہم جنس پرست ممالک کی صف میں شامل ہونے پر بضد رہے تو ایسا نہ ہو (خدا نہ کرے) کہ نتیجتاً اس عذاب کا نشانہ بن جائیں جس کی قرآن مجید نے نشان دہی کی ہے۔ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ۔ دعا ہے کہ یا اللہ شفیع المذنبین سرکار دوعالم ﷺ کے صدقے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ، آمین ثم آمین

؎ وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اسلامی جمہوریہ پاکستان
احتساب کا ڈرامہ اور قانون اور انصاف کا جنازہ

ابوفیصل محمد منظور انور

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قبیلہ مخزوم کی ایک خاتون فاطمہ بنت الاسود نے چوری کا ارتکاب کیا۔ چوری کی شرعی سزا چور کا ہاتھ کاٹنا مقرر تھی (جو کہ اسلام میں آج بھی مقرر ہے) اس قبیلہ کے لوگوں کو یہ تشویش لاحق ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ سے کون کہے کہ اس عورت سے نرمی برتی جائے۔ حضور ﷺ سے نسبت کی بنا پر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اس مقصد کے لیے تیار کر کے حضور ﷺ کے پاس پیش کر دیا گیا مگر اسامہؓ نے جب اس کی سفارش کی تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اللہ کی مقرر کردہ سزا میں سفارش کر رہے ہو؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے معذرت کر لی۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کے بعد لوگوں سے خطاب فرمایا: ''اے لوگو! تم سے پہلی قومیں اس لیے برباد ہوئیں کہ جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور جب کوئی معمولی شخص اسی جرم کا ارتکاب کرتا تو اسے سزا دے دی جاتی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک عام آدمی ان سے خطبے کے دوران ان کے کرتے کے بارے میں سوال کرتا ہے اور وہ خندہ پیشانی سے جواب دیتے ہوئے اس کی وضاحت پیش کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔

حضرت عمر فاروقؓ جب کسی کو کسی صوبے یا شہر کا والی مقرر کرتے تھے تو پہلے اس کی جائیداد اور مال کا حساب لے لیتے تھے اور جب وہ اپنے منصب سے الگ ہوتے یا ان کے متعلق دوران تقرر اگر ان کو یہ علم ہو جاتا کہ ان کے پاس غیر معمولی دولت جمع ہوگئی ہے تو وہ اس کا محاسبہ کرتے اور زائد دولت بیت المال میں جمع کروا دیتے۔ ان کے دور میں گورنروں کو قانون کی خلاف ورزی کی پاداش میں سزا بھگتنا پڑی۔

فاتح مصر عمرو بن العاصؓ کے بیٹے کو، جس نے کسی شخص کو بلا وجہ مارا تھا، حضرت عمرؓ نے اس کے گورنر باپ کے سامنے کوڑے لگوائے مگر کسی کو حوصلہ نہ پڑا کہ کچھ مخالفت کر سکے۔

فاتح ایران سعد بن ابی وقاصؓ سے جواب طلبی کی۔

فاتح شام خالد بن ولیدؓ تو رشتہ دار بھی تھے مگر انھیں جنگ کے دوران معزول کیا گیا۔ خالد بن ولیدؓ بھی کہہ سکتے تھے کہ لشکر کا مورال گر جائے گا اور ہم جنگ ہار جائیں گے۔

جب حضرت عمرؓ اپنے سپہ سالاروں اور گورنروں کا محاسبہ کر رہے تھے اس وقت اسلامی فتوحات ہو رہی تھیں اور ہر حال میں خلیفہ وقت کی اطاعت کے اصول کی پابندی لازم تھی۔ یہ ہماری اسلامی تاریخ ہے جس میں بڑے عہدوں پر فائز شخصیات کا محاسبہ کیا گیا تو ہر ایک نے خلیفہ وقت کے حکم کی اطاعت اور ان کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔

آج اکثر مغربی ممالک میں عمر لا کی نسبت سے قوانین نافذ ہیں اور وہ قومیں کافر ہونے کے باوجود بھی بظاہر امن وچین کی زندگیاں گزارتی ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اس وقت کی صورت حال سب کے سامنے ہے جب کسی بڑے چور، کرپٹ عہدیدار کا احتساب کرنے کیلئے اس پر ہاتھ ڈالا جاتا ہے تو ظالمانہ نظام کے سارے مہرے کارندے حرکت میں آجاتے ہیں جو قانون اور انصاف کی اصل روح کے مطابق اس پر عمل درآمد کرنے کی بجائے الٹا قوانین ہی بدل دیتے ہیں اور انصاف کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کا باعث بنتے ہیں۔ عدالتوں سے سزا یافتہ مجرموں کو قانونی موشگافیوں کے ذریعے بیرون ملک فرار کروا دیتے ہیں۔ اللہ کی پناہ! یہی نہیں کھلے بندوں مجرم آئین اور قانون کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے اس پر اتراتے اور فخر کرتے، دندناتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ کئی ایک تو عدالتوں

میں پیشیوں کے موقع پر بڑی ڈھٹائی کے ساتھ وکٹری کا نشان بنا کر قانون اور انصاف کو ٹھینگا دکھاتے اور اپنے چیلوں مداحوں کے ذریعے خود پر گل پاشی کرواتے نظر آتے ہیں۔ پاکستان میں رائج یہ نظام اربوں کھربوں لوٹنے والے امیر طبقات کے گھر کی لونڈی بن کر انھیں پورا پورا تحفظ فراہم کرتا ہے۔ عدلیہ کے حالیہ فیصلوں سے جن میں بڑے مجرموں کو سزائیں دینے کی بجائے صاف بچالیا گیا ہے۔ عوام کا عدالتوں پر اعتماد مجروح ہوا ہے جس کا عوام میں شدید ردعمل پایا جانا ایک فطری عمل ہے، جس کا کسی بھی وقت اظہار انتہائی خطرناک ہوسکتا ہے۔ کیونکہ مروّجہ قانون اشرافیہ کی بجائے صرف غریب اور مفلوک الحال افراد جیسے کبوتر یا بکری چور پر ہی ہاتھ ڈال کر اسے سزائیں دینے کا نام رہ گیا ہے۔ گزشتہ 75 سالوں سے یہی ڈرامہ اسٹیج کیا جا تا رہا ہے اور نہ جانے کب تک یہ جاری رہے گا۔

اللہ رب العالمین کا فرمان ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلٰىٓ اَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ O (المائدہ:۵)

’’اے ایمان والو! اللہ کے لئے مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے انصاف پر مبنی گواہی دینے والے ہو جاؤ اور کسی قوم کی سخت دشمنی بھی تمہیں اس بات پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم (اس سے) عدل نہ کرو۔ عدل کیا کرو کہ وہ پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے، اور اللہ سے ڈرا کرو، بے شک اللہ تمہارے کاموں سے خوب آگاہ ہے‘‘۔

فَكَاَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَشِيدٍ O اَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا اَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ O (الحج:45-46)

’’پس کتنی ہی ایسی بستیاں ہیں جو ظالم تھیں ہم نے انہیں تباہ کر دیا تو وہ اپنی چھتوں سمیت گری پڑی ہیں اور کئی ایک بیکار کنویں اور کتنے ہی مضبوط محل ویران پڑے ہیں۔

کیا انہوں نے کبھی زمین میں گھوم پھر کر نہیں دیکھا کہ ان کے دل ان باتوں کو سمجھنے والے ہوتے یا کانوں سے ہی ان کی باتیں سن لیتے بات یہ ہے کہ صرف آنکھیں ہی اندھی نہیں ہوئیں بلکہ وہ دل اندھے ہو چکے ہیں جو سینوں میں پڑے ہیں‘‘

سورہ الاعراف میں ارشاد ہے:

وَكَمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَآءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ O فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا إِلَّآ أَنْ قَالُوا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ O (آیات 5-4)

اور کتنی ایسی بستیاں تھیں، جنہیں ہم نے ہلاک کر دیا۔ تب آیا ان پر ہمارا عذاب رات کے دوران یا دوپہر کے وقت جب وہ آرام کر رہے تھے۔ پھر جب ان پر ہمارا عذاب آ گیا تو ان کا کہنا یہی تھا کہ ہم خود ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے۔

أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرٰى أَنْ يَّأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا بَيَاتًا وَّ هُمْ نَائِمُونَ O أَوَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرٰى أَنْ يَّأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَّ هُمْ يَلْعَبُونَ O (اعراف:۹۷۔۹۸)

’’یا ان بستیوں کے لوگ اس بات سے مامون ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب رات کے دوران آ جائے اور وہ سوئے پڑے ہوں؟ کیا ان بستیوں کے لوگ اس بات سے مامون ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب چاشت کے وقت آ جائے اور وہ کھیل میں لگے ہوں؟‘‘

استغفر اللّٰہ ربّی من کلّ ذنب و اتوب الیه

عذاب الٰہی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ دشمن ہماری بستیاں ویران کر دے، عزت و آبرو برباد کر کے قوم کو اپنا غلام بنا لے۔ یہی کچھ عرب دنیا میں شام، عراق، لیبیا، لبنان، افغانستان، کشمیر، برما اور کئی دیگر مسلم ممالک میں ہوتا رہا اور ابھی تک ہو رہا ہے۔ تباہ شدہ عرب ممالک کی بیشتر آبادیاں گھروں سے بے گھر ہو کر دیارِ غیر میں انگریزوں کے گھروں میں نوکر بن کر زندگیاں گزار رہی ہیں۔ دنیا میں ہماری عزت و آبرو تو ختم ہو چکی ہے پوری مسلم دنیا کبھی اس کے در، کبھی اس کے در اور کبھی دربدر پھر رہی ہے۔ کبھی امریکہ کے، کبھی چین اور کبھی روس کے غلام بن کر ان سے قرض کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ مگر کوئی عبرت حاصل نہیں کر رہے۔

وطن عزیز پاکستان میں احتساب تو صرف عام آدمی کا ہی ہوتا رہا ہے، اور ہوتا رہے گا۔

عام آدمی اگر ایک مہینہ بجلی کا بل ادا نہ کر سکے تو اس کا میٹر کاٹ دیا جاتا ہے مگر سرکاری دفاتر اور ملازم تو نادہندہ بن کر بھی بجلی استعمال کرتے ہیں، کیونکہ ان کیلئے قانون الگ ہے۔ عام آدمی اگر کسی معمولی جرم کا مرتکب ہو جائے تو پولیس اس سے ڈھیر سارے ناکردہ وہ جرائم بھی قبول کروا لیتی ہے جن کا اس سے دور کا واسطہ نہیں ہوتا۔ جبکہ امراء جرم کر کے ثبوت نا ہونے اور نامکمل تفتیش کی بنیاد پر رِہا ہو جاتے ہیں اور اگر اس سے بھی کام نا چلے تو بدنام زمانہ پلی بارگین (ڈیل وڈھیل) اور دیت کا قانون ہی کافی ہے، جس سے بیسیوں بڑے لوگ فیضیاب ہو چکے ہیں۔ پاکستانی قانون سے ماورا افراد بارے ملاحظہ فرمائیں تو VVIP شخصیات میں اہم سیاسی پارٹیوں کے خاندانوں کی اولادوں کے ناموں کی لمبی فہرست ہے اور اب تو اس فہرست میں ملک کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کے نگہبانوں اور بیسیوں بیوروکریٹس کے نام بھی شامل ہو چکے ہیں۔ عام آدمی ٹیکس نادہندہ ہو جائے تو حکومت جائیداد کی قرقی کا فرمان جاری کر دیتی ہے، جبکہ امراء اپنی ناجائز زمین کو بھی ریگولرائز کروا لیتے ہیں۔ رائے ونڈ جاتی عمرہ محلات، بنی گالہ، چک شہزاد اور بحریہ ٹاؤن اور دیگر کئی بااثر شخصیات کے معاملات ہی دیکھ لیں۔ پاکستان بنا تو اسلام کے نام پر تھا، مگر اسلامی نظام کے نفاذ اور اسلامی قوانین پر عمل درآمد کرنے پر پابندی عائد ہے، کیونکہ نفاذ اسلام کے بعد اسلامی قوانین پر بلاامتیاز عمل درآمد ہونے کی صورت میں طبقہ اشرافیہ، بدمعاشیہ کے مفادات خطرے میں پڑ جائیں گے۔ جس دن پاکستان میں اسلامی نظام نافذ ہو گیا، اس دن قانون اور انصاف کی بلاامتیاز فراہمی کا ایسا انقلاب برپا ہو جائے گا کہ ملک میں سزا دینے والوں کی قلت پیدا ہو جائے گی اور طبقہ اشرافیہ و بدمعاشیہ کی اکثریت پس زنداں ہو گی یا پھانسی گھاٹ پر اپنی باری کی منتظر ہو گی۔

1860ء میں تعزیراتِ ہند (Indian Penal Code) نافذ ہوا، جس میں پانچ سو سے زیادہ جرائم کی تفصیل اور ان کی سزائیں درج ہیں۔ یہ قانون آج بھی تعزیراتِ پاکستان کے نام سے ہمارے ہاں موجود ہے، جس میں پانچ سو سے زیادہ جرائم کی تفصیل اور ان کی سزائیں درج ہیں۔ تعزیرات کی سزاؤں پر عملدرآمد کرنے اور مجرموں کو پکڑ کر تفتیش کرنے کے لئے انگریز نے پولیس اور مجسٹریٹی کا ایک جامع نظام وضع کیا لیکن اس مربوط اور شاندار نظام کو بنانے میں تیس سال لگ گئے اور 1890ء میں اسے ضابطہ فوجداری کی صورت میں لاگو کر دیا گیا۔ تیسرا بڑا قانون

لوگوں کے عمومی تنازعات کے بارے میں ضابطہ دیوانی کی صورت 1908ء میں آیا۔ یہ تینوں قوانین اپنی اصل صورت میں آج بھی اس مملکتِ خداداد پاکستان میں نافذ ہیں مگر اس پر عمل درآمد میں بااثر شخصیات حائل ہیں کیونکہ ان کے مفادات خطرے میں پڑتے ہیں۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے سرکاری افسران اور سیاسی نمائندوں کی کرپشن کو دیکھتے ہوئے سب سے پہلا قانون جو 1947ء میں آئین ساز اسمبلی سے منظور کروایا وہ "Prevention of Corruption act 1947" تھا۔ اس ایکٹ کے تحت جرائم کی تفصیل تعزیراتِ پاکستان کی کرپشن سے متعلق دفعات 161 تا 165 سے ہی لی گئی تھی لیکن قائداعظم کی بصیرت کا عالم یہ تھا انہوں نے اس قانون میں ایک اضافی ایسی شق ڈلوائی جو بددیانت لوگوں کو پکڑنے میں سب سے زیادہ مؤثر ہے۔ یہ شق E-5 ہے جس کا عنوان ہے "Possession of property disproportionate to known source of Income" (ذرائع آمدن سے زیادہ جائیداد رکھنا)۔ اس شق کے تحت ہر وہ شخص جو کسی سرکاری عہدے پر متمکن رہا ہے اگر اس کے پاس کوئی ایسی جائداد یا چیز ہے جو اس کی معلوم آمدنی سے زیادہ قیمت کی ہے تو پھر اسے ہی ثابت کرنا ہوگا کہ اس نے یہ جائیداد یا مال کہاں سے بنایا ہے؟ یہ شق مزید بتاتی ہے کہ ملزم ہی اس معاملے میں اپنی صفائی کا سب سے اہم گواہ (Competent Witness) ہوگا یعنی وہی بتائے گا کہ یہ جائداد اور مال اس نے کیسے بنایا ہے۔ 1947ء سے 2022ء تک اور قائداعظم محمد علی جناح سے لیکر کے موجودہ حکومت کے وزیراعظم تک، زوال کا عالم یہ ہے کہ آج ایک پولیس والا سڑک پر کسی موٹر سائیکل والے کو روک کر اس کی ملکیت کے کاغذات تو طلب کرسکتا، لیکن کسی ایس ایچ او میں یہ جرات نہیں ہے کہ وہ اپنے علاقے میں رہنے والے سینکڑوں کنال پر بنے کسی محل نما گھر یا کروڑوں روپے مالیتی گاڑی اور دعوتوں پر لاکھوں اڑانے والے سے سوال کرسکے کہ جناب! یہ مال کہاں سے آیا؟ اور یہ محل نما عمارت کیسے بنائی ہے؟ تھوڑا عرصہ قبل لاہور، کراچی اور اسلام آباد میں کئی صنعتکاروں اور سیاستدانوں کی اولادوں کی شاہانہ انداز میں شادیوں پر کروڑوں روپے نچھاور کیئے جانے کا میڈیا اور سوشل میڈیا پر خوب چرچا رہا ہے اور آج امیر طبقات کی اکثر شادیوں میں اس سے کہیں بڑھ کر ہو رہا ہوتا ہے مگر قانون نافذ کرنے والے اداروں کا کوئی آفیسر یہ سوال

کرنے کی جرات نہیں کرتا کہ جناب بتایا جائے کہ اس مال و دولت کا آخر منبع و ماخذ کیا اور کہاں ہے؟ یہ الہ دین کا چراغ کہاں سے آیا ہے؟ جہاں سے یہ ہن برس رہا ہے۔ایک اہم سیاسی خاندان سرے محل خریدے۔ایک دوسرے سیاسی خاندان کے 28 ملازمین جن کی ماہانہ تنخواہ 20000 کے لگ بھگ ہو، اس کے نام سے 55 اکاؤنٹس میں 55000 ٹرانزکشنز ہوئی ہوں اور اس خاندان کو 14 ارب روپے ٹرانسفر کیئے گئے۔ چند سالوں میں کئی خاندانوں کی طرف سے اربوں کھربوں کی ملک و بیرون ملک لندن، دوبئ میں جائیدادیں بنائی گئیں۔ان جائیدادوں کے مالک سیاست دانوں اور بیوروکریٹس کے خاندان سے ذرائع آمدن بار بار پوچھنے پر کوئی جواب تک نہ دیا گیا ہو اور الٹا عدالتوں کو ڈرا دھمکا کر بلیک میل کر کے خاموش رہنے کا کہا جائے اور پھر ان جائیدادوں کے اصل مالکان کی بجائے عدالت تفتیشی افسران سے معصومیت کے ساتھ یہ سوال کرے کہ تم بتاؤ ان جائیدادوں کے مالک کون ہیں؟ تو پھر اس قانون اور انصاف کے نظام پر صرف یہی پڑھا جانا چاہیئے ”اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن“۔قانون اور انصاف کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے۔

گمان آباد ہستی میں یقیں مردِ مسلماں کا
بیاباں کی شبِ تاریک میں قندیلِ رہبانی

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا، زورِ حیدرؓ، فقرِ بوذرؓ، صدقِ سلمانیؓ

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پرِ روح الامیں پیدا

علامہ اقبال

یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ (ﷺ) است

عبد اللہ ابراھیم

1 ایران میں حجاب کے حوالے سے خاتون کا قتل اور مظاہرے

14 ستمبر 2022ء کو ایران کے شہر میں ایک خاتون مشا امینی کو حجاب کے حوالے سے نافذ قانون کی خلاف ورزی کرنے پر گرفتار کیا گیا اور پھر تین دن بعد اس کا حکومتی تحویل میں انتقال ہو گیا۔ ان واقعات نے ایران میں ایک مزاحمتی ماحول پیدا کر دیا اور حکومت کے خلاف مظاہرے شروع ہو گئے۔ اور چونکہ ایک بنیاد بھی مل گئی تھی تو یہ مظاہرے حکومتی جبر اور حجاب کے قوانین کی خلاف ورزی کی طرف مڑ گئے اور آزاد خیال لوگوں نے اپنی خوب بھڑاس نکالی۔ مغربی میڈیا بھی ان مظاہروں کو خوب نمایاں کر رہا تھا۔ بہرحال حکومت نے ان مظاہروں پر قابو پا لیا ہے حکومتی تحویل میں ایک خاتون کی حراست ایک بڑا مشکوک معاملہ ہے اور اس غلطی نے معاملات کو خراب کیا یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ موجودہ مذہبی نظام حکومت کی اچھی خاصی مزاحمت ایران میں موجود ہے اور وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتی رہتی ہے۔

2 پاکستان میں غیر یقینی سیاسی صورتحال کا تسلسل

16 اکتوبر کو پاکستان میں 8 قومی اور 3 صوبائی نشستوں پر انتخابات ہوئے۔ ان میں سے اکثر نشستیں تحریک انصاف کے ممبران کے کچھ استعفاء قبول کرنے سے خالی ہوئی تھیں۔ ان

انتخاب میں تحریک انصاف اپنی زیادہ تر نشستیں دوبارہ جیتنے میں کامیاب رہی اور چھ قومی اور دو صوبائی نشستوں پر اسے فتح حاصل ہوئی۔ اس سے سیاسی معاملات پھر غیر یقینی ہو گئے۔ پھر 21 اکتوبر کو الیکشن کمیشن نے توشہ خانہ کیس میں قومی تحائف لینے / خریدنے، بیچنے اور مکمل تفصیلات نہ دینے کے جرم میں عمران خان کو نااہل قرار دے دیا۔ اب یہ نا اہلی ویسے تو اگلی عدالتوں میں شاید منسوخ ہو جائے مگر یہ ملک میں سیاسی قوتوں اور صحیح تر الفاظ میں مقتدرہ کے باہمی سر پھٹول کو ظاہر کر رہی ہے اور صورتحال نومبر کے آخر تک ہی واضح ہو گی۔

3 پاکستان معیشت میں غیر یقینی صورتحال

سیاست کی طرح پاکستان کی معاشی صورتحال بھی فی الحال ہچکولے کھا رہی ہے۔ اسحاق ڈار صاحب کے آنے میں ڈالر کچھ کنٹرول میں آنا شروع ہوا تھا اور 240 سے 217 روپے فی ڈالر تک آیا مگر ایک تو کوئی ٹھوس کامیابی سامنے نہیں آئی تھی پھر بین الاقوامی اداروں نے پاکستان کی مالی صورتحال کو مزید مخدوش قرار دے دیا اور پھر ضمنی الیکشن میں حکمران اتحاد کی ناکامی نے دوبارہ روپیہ کو کمزور کرنا شروع کر دیا ہے۔ تاہم 21 اکتوبر کو عمران خان کی نااہلی اور FATF کی طرف سے پاکستان کو مشکوک ممالک کی فہرست سے نکالا جانا وقتی مثبت نتائج لا سکتا ہے۔ روپیہ کو 200 فی ڈالر تک محدود کرنا ھی موجودہ حکومت کو کسی حد تک سرخرو کر سکتا ہے۔

4 روس اور یوکرائن کی جنگ میں مزید پیچیدگیاں

روس اور یوکرائن کی جنگ جاری ہے اور امریکہ اور یورپی ممالک (جو کہ خود توانائی کی انتہائی بلند قیمت سے بدحال ہیں) یوکرائن کی ہر لحاظ سے مدد کر رہے ہیں۔ گزشتہ ماہ میں روس نے کچھ کامیابیاں حاصل کیں اور اس کو ایرانی ڈرون کے استعمال سے جوڑا گیا۔ ایران کی ڈرون کے معاملہ میں مہارت کہ روس اس کو استعمال کرتا پھرے کافی حیران کن ہے۔ لڑائی طول پکڑ رہی ہے اور روس بھی جھنجھلاہٹ کا شکار ہو کر ایٹمی جنگ کی دھمکیاں دے رہا ہے۔

ادھر کچھ اسلامی سکالر (عمران این حسین وغیرہ) اسی جنگ کو تیسری عالمی جنگ کا پیش خیمہ قرار دے کر ضروری تیاری کی تلقین کر رہے ہیں

5 آئی ایم ایف کی طرف سے مستقبل قریب میں کساد بازاری کا اندیشہ

آئی ایم ایف نے 2023ء سے متعلق اپنے معاشی ترقی کے اندازے کو پہلے سے کم کر کے 3 فی صد سے بھی کم کر دیا ہے۔ دنیا مہنگائی، جنگوں اور کووڈ کے دوران بہت زیادہ کرنسی چھاپنے کی وجہ سے مشکل معاشی صورتحال سے دوچار ہے۔ تیل پیدا کرنے والے ممالک خصوصاً عرب ممالک فائدہ میں ہیں۔ روس جنگ میں گھر گیا ہے۔ چین کی معیشت کچھ رکی ہوئی ہے۔ اور یورپ توانائی کی قیمتوں سے پریشان ہے۔ ان حالات میں کساد بازاری کا خطرہ بجا ہے اور ہمیں اپنی ذاتی زندگی میں اس کی تیاری رکھنی چاہیے۔

6 سعودی عرب اور امریکہ میں تیل کی وجہ سے اختلافات

دنیا میں روس یوکرائن جنگ کی وجہ سے توانائی (تیل اور گیس) کی قیمتیں بلند ہیں۔ روس ان قیمتوں کی وجہ سے جنگ کے اخراجات سہار رہا ہے اور عرب ممالک فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ امریکہ اور یورپ چاہتے ہیں کہ توانائی کی قیمتیں گریں تا کہ روس پھنس جائے اور ان ملکوں میں مہنگائی کم ہو۔ دنیا میں طلب کی کمی کی وجہ سے تیل کی قیمتوں میں کمی کا امکان ہوا مگر تیل پیدا کرنے والے ممالک نے تیل کی پیداوار میں کمی کا اعلان کر کے قیمتوں کو وہیں سنبھال لیا۔ اس پر بائیڈن انتظامیہ نے ناراضگی کا اظہار کیا مگر سعودی عرب نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ ظاہر ہے تیل پیدا کرنے والے ممالک خود کمانا چاہتے ہیں اور اس وقت محض امریکہ کو خوش کرنے کے لئے قیمتیں گرانا نہیں چاہتے۔ یعنی اس وقت ایران اور سعودی عرب دونوں اپنے اپنے مفادات کے لئے ایک ہی کیمپ (روس نواز) میں آ گئے ہیں، جو کہ ایک غیر معمولی تبدیلی ہے۔

7 افغانستان کی تازہ صورتِ حال

پاکستان اور افغانستان کی طالبان حکومت کے تعلقات صحیح نہیں چل رہے۔ ستمبر کے اواخر میں پاکستانی وزیر اعظم شہباز شریف اور بلاول بھٹو نے اقوام متحدہ کے اجلاس میں تقاریر کیں اور افغانستان میں امن کے لئے خطرناک گروہوں کا ذکر کیا پھر کابل کے ایک تعلیمی ادارے میں دھما کا ہوا تو شہباز شریف نے پھر اپنی بات کو دہرایا جو کہ پاکستان کی طرف سے زیادتی تھی۔ افغان

نائب وزیر خارجہ نے ان تقاریر پر پاکستان پر خوب تنقید کی اور ان کو افغانستان کے معاملات سے دور رہنے کا کہا۔

افغان حکام نے بتایا کہ ہرات سے ایران کے شہر تک ریل کی مرمت کا کام جاری ہے اور دو ماہ تک یہ مکمل ہو جائی گی اور پھر ایران افغانستان تجارت ریل کے رستے بھی شروع ہو جائے گی۔

پاکستان کے اعلیٰ تعلیم کے ادارے نے افغانستان کے یونیورسٹی کے اساتذہ کی تربیت کے لئے 300 لوگوں کو اپنے ہاں دعوت دی ہے۔

افغان امیر نے کئی صوبوں کے گورنر تبدیل کئے ہیں اور اس کو معمول کی کارروائی قرار دیا گیا ہے۔

امریکہ نے افغانستان میں خواتین پر ظلم کرنے والی پالیسیوں کا الزام لگا کر افغان طالبان رہنماؤں پر ویزے کی پابندیوں کو عائد کر دیا ہے۔

بہرحال محسوس یہ ہوتا ہے کہ گزشتہ طالبان دور میں ان کا انحصار پاکستان پر کافی زیادہ تھا اور پھر پاکستان کا امریکی کیمپ میں شامل ہو جانا ان کے لئے بڑا نقصان دہ ثابت ہوا۔ اس دفعہ طالبان پہلے سے زیادہ محتاط ہیں اور تمام اطراف میں تعلقات بنا کر چل رہے ہیں۔

8 علامہ اقبال کا یومِ پیدائش اور فکرِ اقبال کو تازہ کرنے کی ضرورت

علامہ اقبال مصورِ پاکستان بھی ہیں اور اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کی بشارت دینے والے فلسفی، شاعر اور شارحِ قرآن بھی۔ ان کا فکر آج بھی مشعل راہ ہے۔ ان کے خوابوں کی سرزمین پاکستان میں ہی ان کا فکر آہستہ آہستہ پس منظر میں لے جایا جا رہا ہے اور علامتی کام اور یاد کا دن منانا بھی ختم ہوتا جا رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان میں ان کے فکر کو تازہ اور مزید واضح کیا جائے اور اس کی نشر و اشاعت کی جائے۔ تاکہ ہم بطور پاکستانی اور بطور مسلمان اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طرح سے سمجھ کر ادا کر سکیں۔

فرمودۂ اقبال

تازہ پھر دانشِ حاضر نے کیا سحرِ قدیم
گذر اس عہد میں ممکن نہیں بے چوبِ کلیم!
عقلِ عیّار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بے چارہ نہ مُلّا ہے، نہ زاہد، نہ حکیم!
عیشِ منزل ہے غریبانِ محبّت پہ حرام
سب مسافر ہیں بظاہر نظر آتے ہیں مقیم!
ہے گراں سیرِ غمِ راحلہ و زاد سے تُو
کوہ و دریا سے گذر سکتے ہیں مانندِ نسیم!
مردِ درویش کا سرمایہ ہے آزادی و مرگ!
ہے کسی اور کی خاطر یہ نصابِ زر و سیم!

(بالِ جبریل)

ان شاء اللہ

مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْر

25 روزہ قرآن فہمی کورس

پھر سوئے حرم لے چل

جس میں ترجیحاً انٹرمیڈیٹ تعلیم کے حامل طلباء، کاروباری و ملازمت پیشہ اور بے روزگار حضرات شریک ہوسکتے ہیں تاکہ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ دیگر دینی علوم سیکھ کر عملی زندگی میں باعمل مسلمان کی زندگی بسر کرسکیں۔

اس کورس میں قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کا منتخب نصاب، تاریخ اسلام، بنیادی عربی گرائمر اور کلامِ اقبال پڑھایا جاتا ہے۔ یہ کورس قرآن اکیڈمی جھنگ میں وقتاً فوقتاً جزوقتی اور کل وقتی منعقد ہوتا ہے اور اب تک الحمدللہ 68 کورس منعقد ہوچکے ہیں۔

ماہ جنوری 2023ء میں کل وقتی کورس متوقع ہے
جس میں ملک بھر کے تمام شہروں سے لوگ شریک ہوسکتے ہیں

اس کورس میں شرکاء کے لیے قیام و طعام کا انتظام بھی ہوگا۔
موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں۔

شرکت کے خواہشمند حضرات بذریعہ فون یا واٹس ایپ اپنا نام رجسٹر کرائیں

قرآن اکیڈمی جھنگ
لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ
047-7630861-63, 0336-6778561(WhatsApp), 0312-6898181

Vol 16
CPL No: FD 30/07
HIKMAT-E-BAALGHA
NOVEMBER 2022
No 11

فکرِ فاروقیؒ

پاکستان کا نام آئے یا تحریک پاکستان کا تذکرہ ہو اور علامہ اقبال کا نام اور تذکرہ نہ ہو یہ ممکن ہی نہیں۔ علامہ اقبال کے کلام ہی نے برطانوی ہند میں آزادی کی تڑپ پیدا کی اور مسلمانوں میں غلامی کی زنجیریں توڑنے اور ”ممولے کو شہباز“ سے لڑانے کا جذبہ پیدا کر دیا۔

علامہ اقبال کے مدح خوانوں کی کمی نہیں ہے، ان کے کلام کے عاشقوں کی بھی کثرت ہے اور وہ ہر شعبۂ زندگی اور ہر مکتبِ فکر میں عام ہیں۔ تاہم ان کا اکٹھے ہو کر شہر شہر اور قریہ قریہ کوئی کام نہ کرنا یہ اچھنبے کی بات ہے۔ اگر تحریک پاکستان کا سا جذبہ پیدا کرنا ہے، ”آزادی“ کا حقیقی جذبہ پیدا کرنا ہے اور پاکستان کو حقیقی اسلامی ریاست بنانا ہے تو اس طبقہ کو بھی آگے بڑھنا ہوگا۔ ہر وہ شخص جو اپنے دل میں علامہ اقبال کا قدردان ہے اور ان کے کلام کی عظمت کا معترف ہے اسے اپنے گردوپیش میں اپنے ہم خیال لوگوں کو تلاش کر کے مختلف فورم بنانے ہوں گے اور ”بزمِ اقبال“ طرز کی محفلیں سجانا ہوں گی تاکہ عوام کے دلوں تک رسائی حاصل کر کے اسلامی جذبے کو دلوں میں تازہ کیا جا سکے۔ فکر اقبال پر کام کرنے والے بعض اداروں کا کام قابلِ ستائش ہے وہ اس سلسلہ کو پورے ملک میں پھیلا سکتے ہیں۔ ان کے سالانہ اجلاسوں میں پاکستان کو دورِ حاضر کی اسلامی ریاست بنانے کے لیے ناگزیر لوازم کا تذکرہ ہونا چاہیے اور عملی اقدامات کے لیے تجاویز سامنے لانی چاہئیں تاکہ قوم کی رہنمائی ہو سکے۔